



**THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES**

OFFICIAL REPORT

**Thursday, June 20, 2013
(95th Session)
Volume VII, No. 07
(Nos. 01-08)**

CONTENTS

	Pages
1. Recitation from the Holy Quran.....	1
2. Leave of Absence	2
3. Presentation of Report.....	3
4. Points of Order:	
i) Judiciary Statement Regarding Benazir Income Support Programme.....	4-8
ii) Increase in Electricity Tariff.....	9-11
5. Further Discussion on the Finance Bill, 2013.....	12-54

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume-VII
No.07

SP.VII(07)/2013
15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 20, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at two minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ-

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ
الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَ
النَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَأَبْنَ السَّبِيلِ ۗ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۗ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى
الزَّكَاةَ ۗ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۗ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ
وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُونَ ﴿١٤٧﴾

ترجمہ: یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھيرو بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ

دے اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کر لیں اور تنگدستی
میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں یہی سچے لوگ ہیں
اور یہی پرہیزگار ہیں۔

(سورۃ البقرۃ آیت 177)

Leave of Absence

Mr. Chairman: Leave applications.

جناب الیاس احمد بلور ملک سے باہر جارہے ہیں اس لیے انہوں نے مورخہ 24 جون تا اختتام
حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشدی ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ
17 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے
رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب گل محمد لاٹ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 تا
18 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت
کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟
(رخصت منظور کی گئی)

Presentation of Report

Mr. Chairman: We move on to item No.2. Senator Mushahid Hussain Syed, Chairman, Standing Committee on Defence and Defence Production to move item No.2.

Senator Mushahid Hussain Syed: Thank you very much, Mr. Chairman, as always it is a privilege and pleasure to lay the report of the Senate Committee on Defence and Defence Production. It is a latest report, Report No. 5 and it is in print and this will be given to all the members and I have the honour to present it and this like last time also presents what has been done by the Committee. I would like to specially thank your honour, the honourable Secretary of the Senate, Mr. Babar and specially the team which works with the Senate Defence and Defence Production Committee, the Special Secretary of the Senate Mr. Amjad Pervez and my own Senior Private Secretary Mr. Riaz Khan who have worked very hard to prepare a top quality world class report. Also I would like to appreciate the members of the Senate Defence Committee two of whom are present here, Raja Zafar-ul-Haq *sahib* is an honourable member and the Leader of the House and of course, the one and only Mr. Farhatullah Babar who is an issue based Senator himself and have a very clear mind.

Also Sir, I just want to mention briefly that this report contains a focus we had on revival of PIA and the restructuring of ASF (Airport Security Force). We also passed the legislation on that. So, although now this thing had been taken out, out of the purview of the Defence Ministry and so it is no longer in a purview but I would request through the Leader of the House that the

Aviation Division which has been established apparently, that should now take charge and learn from this thing.

Finally I would like to add, Mr. Chairman, that the Defence Committee under your direction, your guidance and your leadership in its first year has worked very hard to have some new initiatives. First time, we have had public hearings on the need for a counter terrorist strategy and Raja Sahib, please also tell the Interior Minister that I will give you a copy of that report also because they can benefit from the wisdom of the Committee. Secondly, also we had initiatives, new websites and new initiatives on the issue of defence and national security which has not been done before. We had hearings on even the Defence Housing Authority and other areas of Defence Budget which have been comprehensive and I would like to add, Mr. Chairman that

پارلیمنٹ کی بالادستی کی ہم بات تو کرتے ہیں لیکن بالادستی صرف آئین اور قانون کی شکتوں سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ کارکردگی سے پیدا ہوتی ہے initiatives which our Committee is trying to do. Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you, Report stands presented.
Farhatullah Babar Sahib.

Points of Order

Judiciary Statement Regarding Benezir Income Support Programme.

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ، جناب چیئرمین! جو مسئلہ میں point of order پر اٹھانا چاہتا ہوں اس کا تعلق پارلیمنٹ کی کارکردگی سے ہے اور اس کا تعلق ایک ایسے واقعے اور بیان سے

ہے جس کا براہ راست تعلق سینیٹ اور پارلیمنٹ کی کارگزاری سے ہے۔ جناب چیئرمین! کل سپریم کورٹ میں جب بجلی کے مسئلے پر hearing ہو رہی تھی تو ایک انتہائی محترم اور فاضل جج صاحب نے فرمایا کہ جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں 1200 روپے ماہوار دے کر لوگوں کو بھکاری بنایا گیا ہے۔ اگر یہی رقم واپڈا کو دے دی جاتی اور واپڈا اپنے مسائل حل کرنا تو پھر ملک میں بجلی ہوتی، کارخانے چلتے، لوگوں کو روزگار ملتا اور 1200 روپے ماہوار کی بجائے وہ 5000 روپے ماہوار کھاتے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی محترم اور فاضل جج صاحب نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے اور وہ اس طرح کہ جو Poverty Alleviation Programme تھا یہ پاکستان کی پارلیمنٹ کا جس میں قومی اسمبلی اور یہ ایوان شامل ہے ان کا متفقہ فیصلہ تھا۔ جو قانون پاس ہوا تھا وہ قومی اسمبلی اور سینیٹ سے متفقہ طور پر پاس ہوا بلکہ سینیٹ نے تو اس پر ایک متفقہ قرارداد بھی پاس کی تھی اور اس پروگرام کی تعریف کی گئی تھی۔ جناب چیئرمین! 11 مئی کے انتخابات کے نتیجے میں جو نئی پارلیمنٹ معرض وجود میں آئی ہے، جو نئی حکومت آئی ہے انہوں نے بھی اپنے بجٹ میں Poverty Alleviation Programme کو بڑھا دیا یعنی ایک ہزار ماہوار سے 1200 کر دیا ہے۔

Mr. Chairman, the point I want to make is that the poverty alleviation of the people of Pakistan is considered as a political decision taken in the wisdom of the Parliament اور جب کوئی شخص، کوئی فاضل جج صاحب اس پر اعتراض کرتا ہے تو جناب چیئرمین! ایسا احساس ہوتا ہے کہ جیسے پارلیمنٹ کو contradict کیا جا رہا ہے، پارلیمنٹ کی wisdom کو question کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے remarks سے جج صاحبان اور سپریم کورٹ کی عزت اور توقیر میں اضافہ نہیں ہوتا۔ جناب چیئرمین! بد قسمتی سے ہمارے ہاں ایک tendency ہے کہ عدالتوں کی عزت اور وقار کے لیے توہین عدالت کے قانون کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن عزت اور احترام عدالتوں کا اور محترم جج صاحبان کا it must rest on foundations more surer, more durable and most stronger than merely the contempt of court law. ایسا محسوس ہوتا ہے گزشتہ کچھ

عرصے سے

the honourable judges feel that their job is to fix whatever is perceived to be wrong by them in the country and it seems less as if they are interpreting the Constitution and the law.

جناب چیئرمین! ایسا لگتا ہے۔ انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے ہماری محترم عدلیہ کی restoration ہوئی ہے

as a result of a mass movement, the restoration seems to have led them to believe as if there is some sort of supra constitutional mandate to fix everything in the country. Be it the question of sugar prices, be it the question of sending an elected Prime Minister to home, be it the question of overruling, overturning, the ruling of the Speaker, be it the question of patriotism and the patriotism they expected from Pakistanis, it seems to me sir, that

جو public pressure کے تحت restoration ہو ہے اس سے یہ impression بنتا ہے

as if some of the honourable judges believe that they have supra constitutional mandate to make remarks against the Parliament, to fix everything in the country which they think, which they perceive is wrong but when Mr. Chairman, it comes to asking questions about them on the floor of the Parliament like

کون، میں dual nationals تو جواب نہیں آتا۔ ہمارے ڈاکٹر صاحب نے ایک سوال پوچھا تھا کہ یہ بتایا جائے کہ ہائی کورٹ میں کتنے cases زیر التوا ہیں، کب سے ہیں، میرا خیال ہے کہ اپریل میں یہ سوال آیا تھا۔ Floor of the House پر اس کے جواب میں اسلام آباد ہائی کورٹ نے کہا تھا کہ اس کا جواب ہم دینا ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ یہ آزاد عدلیہ کے معاملات میں مداخلت لگتی ہے۔ پشاور ہائی کورٹ نے بھی انکار کیا اور کہا کہ ہم اس کا جواب نہیں دیتے۔ Dual nationals پر بھی جواب نہیں آیا جو ہم نے مانگا تھا۔ جناب چیئرمین! میں اس بات کی طرف توجہ دلارہا تھا کہ کل جوابات ہوئی ہے، یہ ایک isolated incident نہیں ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے judiciary کی restoration کا

the judiciary appreciate کہتے ہیں کہ after that movement. ہم seems to have a sense of purpose, we appreciate, we admire that sir, this sense of purpose must not be allowed to degenerate into a sort of lofty vanity because that would be very dangerous. ہم جناب to some extent, جو judicial activism کی جب بات کرتے ہیں بلکہ درست ہے, it is not only a good, it is desirable, it is wanted, it may even be judicial جو important judicial activism, we welcome it لیکن جناب! جو activism ہے وہ ایسا پھر نہ لگے hyper activity in response to media headlines and in response to sound bites. اگر وہ نظر آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پھر ہماری انتہائی محترم عدلیہ کے لیے مناسب نہیں ہوگا۔ اسی طرح جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: Kindly conclude کر لیں۔

Senator Farhatullah Babar: Sir, just one and a half minute. Sir, it seems to me that after the restoration, a sort of populism has come into our judges and of course, after the restoration through a popular movement populism has to come. This is fine, understandable but sir, it would be dangerous, I tell you, Mr. Chairman, it would be dangerous, if this populism which to some extent is understandable, might be appreciated if this populism, God forbid, was to become the grand norm of the Supreme Court that we should got against, I hope and I believe our honourable judges are also conscious of this, that they should not permit the perception that the populism and response to media headlines and sound bites might become the grand norms of the Supreme Court.

جناب چیئرمین! اگر آپ مجھے ایک منٹ اور دیں۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایسا لگتا ہے کہ ہماری محترم عدلیہ ایک monolithic block کی طرح act کرتی ہے۔ کوئی dissent نظر نہیں

آتا۔ اچھی بات ہے، ہو سکتا ہے کئی cases میں dissent نہ ہوتا ہو، لیکن جناب چیئرمین! ایک بڑے jurist نے اس پر غور کیا ہے اور اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے اور خیال یہ ہے کہ اگر بالکل monolithic فیصلے ہوں، and if a certain bench seems to be marching like, let's say a military unit. جناب چیئرمین! اس کا خطرہ یہ ہے کہ پھر اس عدالت کو اور اس بیسج کو اس بات کا موقع نہیں ملے گا کہ وہ یہ سوچے کہ ہاں اس نے غلطی بھی کی ہوگی تو

to err is human, people make mistakes, the Parliament can make mistakes, the judiciary can make mistakes but when there is a monolithic kind of decision and which we have witnessed to the past several months, the danger Mr. Chairman is that in that case the ability to understand, the ability to appreciate that I could have earned, that ability is undermined.

جناب چیئرمین! اس پر ہم نے پہلے بھی تجویز دی تھی۔ Charter of Democracy میں ہے کہ آپ Constitutional Court بنائیں۔ Last time ہم نہیں کر سکے تھے، ہمارے دوستوں کو معلوم ہے کہ کیوں نہیں ہوا تھا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ جناب! اب آپ Charter of Democracy کے مطابق Constitutional Court کی تشکیل کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ شکر یہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Babar sahib, primarily this is an observation, it is not of a judicial verdict but point is this, formulating the policy for the people of Pakistan is domain of the Executive and the Parliament, so, as long as there is an act of Parliament,

جس کے نتیجے میں یہ Income Support Programme چل رہا ہے۔

It has been adopted by the present Government. It has been said in the budget also. So, that is an observation and it is not a judicial word. Yes, Mian Raza Rabbani sahib.

Increase in Electricity Tariff.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am also on a point of order.

میرے point of order کا تعلق electricity سے ہے۔ آج پھر electricity کے نرخوں میں ڈیڑھ روپے سے زیادہ یعنی 1.7 روپے فی یونٹ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! ایک طرف load shedding بدستور پہلے کی طرح جاری ہے۔ یہ اضافہ پچھلے دس دنوں کے اندر تیسری دفعہ کیا گیا ہے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ اب یہ 70% overall کا اضافہ کرنے کی طرف جا رہے ہیں۔ دوسری جانب یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم circular debt کو ختم کریں گے، یقیناً یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن اس کے برعکس یہ بات بھی ہے کہ وہاں پر crony capitalism کو promote کیا جا رہا ہے۔ وہاں پر ایسے اشخاص ضرور موجود ہیں جو تمام policy making decisions کے اندر موجود بھی ہوتے ہیں اور جن کے اپنے تین یا چار IPPs کام کر رہے ہیں۔ یہ تمام کا تمام burden غریب عوام پر ڈالا جا رہا ہے۔ ویسے بھی GST میں 1% کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ دوسری طرف پٹرول کی نرخیں بڑھاتی جا رہی ہیں۔ اس حکومت نے عام مزدور کی wage کو بھی نہیں بڑھایا۔ ایک عام کلرک جس کی صرف wage 10% کو بڑھایا ہے وہ اپنے دو ends کس طرح meet کرے گا۔ ایسے لگ رہا ہے کہ جو big business کی حکومت آئی ہے، یہ غریبوں کے چولہوں کو بند کرنا چاہتی ہے۔ لہذا اپوزیشن حکومت کی طرف سے electricity کے نرخوں میں increase کرنے پر token walk-out کرتی ہے۔

(اس موقع پر اراکین اپوزیشن token walk-out کر گئے)

Mr. Chairman: Yes, Muzafar Hussain Shah sahib.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, I thought that Mr. Raza Rabbani would also be here. I just want to take advantage of the budget debate. I point out that the Leader of the House, the Leader of the Opposition and parliamentary leaders should sit together because this is the right time to initiate a process of amendment to the rules to setup joint Parliamentary Committees like Public Accounts Committee. There are many Committees where there is a common ground between the National Assembly of Pakistan and the Senate. This is the right time to make Parliament more effective. At times we have seen there is conflict of findings of the Standing Committee of the Upper House and that of the Lower House. In order to be in a position to remove these anomalies, I would suggest to the Leader of the House to initiate a process for setting up joint Parliamentary Committees consisting of both the Houses.

Mr. Chairman: Thank you Shah *sahib*. I would recall that probably three months ago, I myself had written to the former Prime Minister and to the President and certainly, I would like to give the copy of that letter to the Leader of the House also that this issue may be taken up with the honourable Prime Minister, where I had inquired that what you are suggesting right now. I had already, in writing, suggested that we should have joint Committees and even in our neighbouring country also there are joint Committees of both the Houses and that I had already initiated it and certainly, I would request the honourable Leader of the House that it may be discussed and examined in the light of the exercise which has taken in the neighbouring countries also.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, this is a very important issue. It concerns the effectiveness of the Parliament, sovereignty of the Parliament, working of both the Houses, coordination and also to avoid a conflict of findings of committees.

Mr. Chairman: Correct. We had already initiated all these things but we will convey your sentiments to the Leader of the House. Yes, Raja sahib.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq (Leader of the House): Sir, the budget is in the process of taking its final shape. I think we should have some patience what ultimately comes before the National Assembly either from the public debate or from the Finance Committee of the Senate. Then certainly, within the ambit of powers which the National Assembly have they will finally decide the shape of the present budget of 2013 and 2014. I think we can wait for another two, three days and it will be very clear.

Mr. Chairman: Yes, Muzafar Hussain Shah sahib.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, I think the Leader of the House can also make a statement in relation to that proposal for joint Parliamentary Committee that we can initiate that process with the Prime Minister.

Mr. Chairman: Yes, Raja *sahib*.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Mr. Chairman, I certainly agree with the very idea which you have also supported. I think, it will further strengthen the system and give a

little more participation to the members of the Senate in organizing the Committee work.

Mr. Chairman: Certainly, I will ask the Secretariat to convey all those correspondence which was dealt earlier by me to the Leader of the House.

(At this stage Opposition came back after walk-out)

Further Discussion on the Finance Bill, 2013.

Mr. Chairman: We may now resume consideration of the following motion moved by Mr. Mohammad Ishaq Dar, Minister for Finance, Revenue, Economic Affairs, Statistics and Privatization, on 12th June, 2013:-

“That the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2013, containing the Annual Budget Statement, under Article 73 of the Constitution”.

I now give floor to Mrs. Farah Aqil.

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے بجٹ کے background پر بات کرنا چاہوں گی۔ ہمارے ملک میں اس وقت امن و امان کی صورت حال کافی تشویشناک ہے، یہ نہ صرف خیبر پختونخوا میں بلکہ کراچی اور کونٹہ میں بھی حالات بہت خراب ہیں۔ جناب! حکومت کی سب سے بڑی ذمہ داری citizens کی جان و مال کی حفاظت ہے۔ کراچی میں دو تین سالوں سے ایسا ہو رہا ہے کہ لگتا ہے وہاں پر کوئی حکومت نہیں ہے۔ وقتی solutions اختیار کیے جاتے ہیں اور اس کے لیے کبھی Rangers کو اور کبھی فوج کو بلا جانا ہے لیکن menace control میں نہیں آ رہا۔

جناب! بلوچستان میں جو recent واقعہ ہوا ہے وہ اتنا زیادہ تشویشناک اور پریشان کن ہے کہ اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے کیونکہ ہمارے بانی پاکستان کی residency کو target کیا گیا۔ اس کے بعد بولان ہسپتال میں واقعہ پیش آیا۔ یہ ایک ناختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ جناب! ہم کس کس واقعہ کی بات کریں۔ بجٹ تو ایک routine کا process ہے، جو بھی حکومت ہوتی ہے اسے اپنا بجٹ پیش کرنا ہوتا ہے لیکن اگر کسی انسان کی جان و مال کی کوئی value and guarantee نہ ہو تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔ حکومت سب سے پہلے لوگوں کی جان و مال کی security کا خیال رکھے کیونکہ اگر وہ زندہ ہوں گے تو وہ بجٹ میں دی گئی مراعات سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

جناب چیئرمین! اب اس بجٹ نے مزید ان کی کھر توڑ دی ہے۔ لوگوں کو تو اس حکومت سے توقعات تھیں کہ اب ان کے حالات بہتر ہو جائیں گے۔ میں یہ مانتی ہوں کہ اس حکومت کے پاس بجٹ بنانے کے لیے بہت تھوڑا وقت تھا اور یہ بڑی عجلت میں بنا ہے۔ ہماری knowledge میں معیشت کا حالیہ بحران اور load shedding وغیرہ ہیں، ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں معلوم ہے کہ حکومت کوئی اتنا زیادہ relief وغیرہ نہیں دے سکتی۔ ہماری توقعات تھیں کہ ان حالات کے باوجود بجٹ میں relief دی جائے گی لیکن وہ نہیں ہیں۔ اس کے contrary نواز شریف صاحب چارج سنبھالنے سے پہلے elections campaign کے دوران بیانات دیتے رہے جس سے لوگوں کی کچھ توقعات ان سے وابستہ ہو گئیں کہ شاید ان کی حکومت کے آنے سے ان کو relief ملے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بجلی کا بحران ہے، گیس کا بحران ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے یہ assume کرنا کہ اس میں بہت relief دیں گے، وہ نہیں ہے، حالانکہ اس کے contrary جو بیانات نواز شریف صاحب اپنا چارج سنبھالنے سے پہلے دیتے رہے، اپنی تقریروں میں، الیکشن campaign کے دوران اس سے لوگوں کو محسوس ہوا کہ شاید فوراً ہی الیکشن کے بعد relief ملے گا۔ سب سے پہلے تو میں بجلی پر بات کرنا چاہوں گی کہ ایک طرف تو یہ claim کیا جا رہا ہے کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں، دوسری طرف یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم بجلی کے بحران کو جلد سے جلد کنٹرول کر لیں گے وہ کس طرح کنٹرول کر پائیں گے اس پر کوئی clear cut جواب نہیں ہے۔ جیسے انہوں نے نندی پور ڈیم کا کہا ہے، نیلم جہلم پراجیکٹ کا کہا ہے اس پر ہم فوراً کام کریں گے مگر مجھے نہیں لگتا کہ ہم بجلی کے بحران پر اتنی جلدی قابو پالیں گے۔ مجھے نہیں لگتا کہ تین چار سال تک ہم کوئی بہتری لاسکیں گے۔ افسوس کی بات ہے کہ پچھلی حکومت نے بھی اسی

طرح کے بیانات دیے کہ ہم قابو پالیں گے، time limit دیتے رہے، کہ ایک سال رہ گیا ڈیڑھ سال میں اس بحران پر قابو پالیں گے، مگر وہ نہیں کر سکے اور پانچ سال گزر گئے۔

جناب والا! یہاں پر اس حکومت کی جو positive باتیں مجھے لگی ہیں میں ان کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ Youth کے حوالے سے انہوں نے، training programmes, skill development, small business loans اسی قسم کی اور چیزیں ہیں، جس میں انہوں نے laptop کا بھی ذکر کیا ہے۔ جناب والا! یہ بات درست ہے کہ higher education ان کی requirement ہے مگر laptop کی بجائے ہماری آبادی کے لڑکے اور لڑکیوں کو computer سکھانے کے لیے کوئی labs بنا دی جائیں کیونکہ laptop کے بارے میں آپ کے علم میں ہوگا اور میرے ساتھی بھی اس میں میرا ساتھ دیں کہ ہمیں فون آتے ہیں، مجھے تو کئی بار calls آچکی ہیں کہ میڈم دیکھیں میرے اتنے فیصد نمبر تھے لیکن مجھے laptop نہیں ملا۔ Laptop ایک positive چیز شروع کی ہے لیکن اگر ہم short term میں نہیں long term میں ایسے پروگرام سوچیں جس سے ہماری پوری آبادی کو فائدہ مل سکے، ان کاموں پر ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

جناب والا! ٹیکس پر بہت زیادہ زور دیا گیا کہ tax net کو بڑھانا چاہیے اچھی بات ہے، میں اس کے خلاف نہیں ہوں جن کے پاس ہے ان کو ضرور دینا چاہیے مگر ہمارے ہاں ground realities کو بھی دیکھنا چاہیے۔ جناب والا! ہمارے عوام میں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم ٹیکس دیتے ہیں لیکن مراعات نہیں ملتیں، اگر آپ باہر کے ممالک میں دیکھیں وہ لوگ بہت زیادہ ٹیکس دیتے ہیں لیکن ان کو پتا ہوتا ہے کہ وہ facilitate ہوں گے۔ ان کو یہ ٹیکس واپس کسی اچھی صورت میں ملے گا، جیسے صحت میں، تعلیم میں یا اسی کسی طریقے سے مراعات ملیں گی۔ ہمارے ملک میں یہ سوچ ہے کہ اگر ہم نے ٹیکس دیا بھی تو اس کی کیا facility مل رہی ہے، وہ یہ سوچنے میں حق بجانب ہیں کہ ٹیکس کا پیدائش جاتا رہا ہے۔ حکومت نے کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی جو عوام کو فائدے دے رہی ہو۔

جناب والا! GST بجائے کم کرنے کے، بڑھا دیا گیا ہے۔ کہا یہ جارہا ہے کہ یہ صرف ایک فیصد ہے لیکن جب آپ convert کرتے ہیں، میں خود خاتون خانہ بھی ہوں اور جب میں بازار سے گھر کا سودا لیتی ہوں، اپنا بجٹ بناتی ہوں تو میں نے دیکھا حالانکہ ہم اپنے آپ کو influential طبقہ میں شمار

کرتے ہیں، ہم اللہ کے فضل سے ٹھیک ٹھاک ہیں مگر پھر بھی ہمارے بجٹ پر، ہماری جیب پر اس کا بہت زیادہ اثر پڑ رہا ہے۔ آپ سوچیں کہ غریب لوگ، عام طبقہ جن کی fixed income ہے ان کو کتنی مشکل ہو رہی ہوگی یہ بات میرے کافی ساتھیوں نے بھی کی ہے کہ GST کا بہت لوگوں پر اثر پڑے گا۔ آپ کے علم میں ہے کہ ہماری پوری قوم کا مزاج اس طرح کا ہو گیا ہے کہ ہم اتنے زیادہ frustrated ہو گئے ہیں، اتنے intolerant ہو گئے ہیں کہ بات بات پر دوسرے کا گلا پکڑنے کے لیے تیار ہوتے ہیں، اس میں بچے بوڑھے اور نوجوان سب شامل ہیں، یہ ہماری نفسیات پر بہت برا اثر ڈال رہی ہیں۔ ہمارے ملک میں مثبت رجحان کمپن نظر ہی نہیں آتے۔ جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ ہم نے اللہ اور رسول کے احکامات کو چھوڑ دیا ہے۔

جناب والا! میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گی کہ relief دینے کے لیے یہ جو packages announce کرتے ہیں کہ رمضان package آ رہا ہے۔ ابھی جو انہوں نے کہا کہ ہم نے تنخواہوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ جناب والا! اپنی پچھلی سے پچھلی تقریر میں، میں نے یہ کہا تھا کہ آپ کو بار بار تنخواہیں بڑھانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اگر آپ inflation جس رفتار سے بڑھ رہی ہے، روزمرہ کی قیمتیں جس تیزی سے اوپر چڑھ رہی ہیں، اگر آپ تنخواہیں بڑھا بھی دیتے ہیں تو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ آپ inflation کو کنٹرول کریں تاکہ آئے دن آپ کو یہ packages نہ دینے پڑیں۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ حکومت کو ایسی پالیسیاں بنانی چاہئیں کہ عوام کو اپنی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے لیے بار بار سڑکوں پر نہ آنا پڑے۔

جناب والا! یہاں پر immunization programme کا ذکر آیا ہے کیونکہ IPC کمیٹی کی چیئر پرسن ہوں تو اس حوالے سے میں اس کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ immunization programme کو جاری رکھنے کا اس میں ذکر ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ warehouses کی کمی ہے جس کی وجہ سے ابھی measles کا اتنا زیادہ issue ہمارے ملک میں چل رہا ہے، بجائے کنٹرول ہونے کے خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے۔ پولیو ویکسین کے لیے ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ کار ہی نہیں ہے کہ ہم اس کو سنبھال سکیں۔ مجھے یہاں تک پتا چلا ہے کہ warehouses کے generators بھی اس طرح کے نہیں ہوتے اور ویکسین خراب ہو جاتی ہے۔ اگر خراب ویکسین بچوں کو لگائیں بھی تو اس کے زلٹ بہتر کی

بجائے خراب ہو جاتے ہیں، اس سے ایک ہی بات prove ہوتی ہے کہ پیسا اور کوشش ضائع جا رہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم جو کام کریں وہ نیک نیتی سے کریں تاکہ اس کے نتائج بہتر نکل سکیں۔

جناب والا! آخر میں، میں یہی کہنا چاہوں گی کہ ہمارا ملک resources سے مالا مال ہے، جیسے وزیراعظم صاحب نے بھی اپنی تقریر میں کہا۔ انہوں نے self reliance کی بات کی، قرضوں پر کم انحصار کریں گے، ملک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کریں گے کیونکہ it is about time کہ ہم یہ realize کریں کہ ہماری پوزیشن اس وقت کیا ہو گئی ہے۔ ہمیں باہر کی دنیا کس نظر سے دیکھتی ہے۔ ہم اپنے مسائل بجائے حل کرنے کی کبھی کسی ملک کے آگے، کبھی کسی ملک کے آگے رونا رو رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے لیے کتنے مشرم کی بات ہے کہ ہم ہر چیز سے مالا مال ہیں۔ ہمارے ملک میں پانی کی بھی کمی نہیں ہے، ہوا کی بھی کمی نہیں دوسرے ملکوں کی طرف دیکھتے ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت سے نوازا ہوا ہے مگر پھر بھی ہم دیکھتے کہ بجائے خود انحصاری کی طرف جائیں، اپنے ملک کو مضبوط کریں،
شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. I give floor to Mr. Mohsin Leghari.

Senator Muhammad Mohsin Khan Leghari: Thank you very much sir. First of all I would like to congratulate our colleague, Senator Ishaq Dar, who is unfortunately, not here at the moment, for presenting a budget. This is a record, I think he has probably presented the most budgets ever in the history of Pakistan. Finally, we have a Finance Minister, who is amongst us. The last few Finance Ministers that the Government had were borrowed people, who were out of touch with the ground realities, the political realities and Mr. Ishaq Dar, being a political person will be more in tune with what is going on, on the grass roots level and hopefully will make decisions which will benefit the common man.

Sir, the budget document is the most important document in parliamentary calendar year and as Syed Muzafar Shah *sahib*, pointed out, unfortunately, the Senate does not have much to do with the budget making, the passage of the budget or monitoring post budget affairs, how things are being implemented. The budget is presented before the National Assembly, the Finance Minister reads out his speech over there and it is just laid before this House and then our Finance Committee sits for a few days, I think for 15 days and then they give in their recommendations which are then incorporated or not incorporated that depends on the National Assembly, how they do it.

I personally feel that the Senate should have, like Shah *sahib* pointed out the other day, a very important role in budget making, in budget formulation and implementation of the policies which are laid out in the budget. The budget is not just a document that contains numbers, that this is where we are going to raise our money and this is how where we are going to spend our money. It also tells the world that these are the priorities of the Government, this is how the Government is going to operate for the next year, sir. These are our priorities, this is what we are going to be looking at, this is where we are going to allocate our funds and this is the direction the Government is going to take. So, looking at the budget document, I see this as an expansionist budget while we see that the PSDP is increased by about 50%. The numbers are really not that important but the budget announced, it increased from 360 to 540 billion rupees. This is about a 50% increase. We have increased the allocation for the Income Support Programme. Sir, all these measures would require extra revenues and very simply, when we look at the budget, sir, the existing tax payers have been

burdened with more taxes and indirect taxation of the general sales tax has been increased.

Indirect taxation is the most unfair taxation therein, where a poor man and a rich man pay the same amount of tax. This is unfair and I think direct taxation should be more effective. This is how the taxes should be raised where the rich pay their due share. If I am earning more, I should be paying more, if I am earning less, I should be paying less.

Involving the parliamentarians in the budget making process would give the Parliament ownership of the budget and budget should be consultative process, sir. It should not be some secret documents which are being prepared in the Finance Ministry or in the FBR behind closed doors but it should be openly debated in the Parliament for a few months at least, sir, that these are the priorities and this is where we are going to take our country and that is where the role of the Parliament will come in and empower this institution. We all complain about the Parliament that it is not taking charge and taking control but the rules of business have to be amended as such where we have a role in this budget.

I see our priorities missing over here. All the political parties have made plans in their election manifestoes about the formation of new provinces. There was also a constitutional amendment, which was passed through this Senate for the South Punjab Province. New provinces are the part of every political party's manifesto. Sir, I went through them and all of them have made commitment to that. There should have been some allocations, at least a symbolic allocation for the development of the new, to be provinces capitals because wherever and whenever the new

provinces do come into place, they would need infrastructure for their capitals. I think the Federal Budget should have allocated at least some symbolic amount to that, if the political parties were committed to their manifestoes and promises that new provinces would be made, sir.

Few suggestions that I would like to be incorporated in the budget, sir, one of them is that poor farmer, who is the most oppressed of our society and we see him in the clutches of the middleman and the artis (اڑھتی) charging exuberant interest rates for him to be able to sow his crops. The Federal Government has PASCO which goes and procures grains and I think, if the Federal Government, stipulates that the PASCO buys grains through the Islamic mode of financing, Bai Salam. Bai Salam is an Islamic mode of financing for crops. It is very simple, sir, the buyer and the seller, the farmer and the seller, PASCO will sign an agreement, sometimes before the crop actually comes into being, sir, the PASCO will buy the grain from them at an agreed price. The quantity and the price are agreed upon, I put it simply, sir. Say, if PASCO makes a deal with the poor farmer, we can put in a condition of somebody having less than acres or five acres, the PASCO signs an agreement with the farmers that they will buy all your wheat or say 100 mounds of your wheat and you have to deliver me this wheat on the 15th of March and the PASCO pays them the money upfront in advance. They set a price and then they execute this deal. When the farmer has cash in his hands and he goes to the market, he can go in and buy the best possible seeds, he can buy the fertilizers, he can prepare his land on time and his sowing is on time, which normally, sir, because of lack of resources, right now, he is not able to do it and he goes to the

middle man and asks them for loan which are of exuberant rate and then he goes in and buys inferior quality seeds, the pesticides that he gets, the fertilizers that he gets are of inferior quality and his yields are severely affected because he is delayed in sowing in his crop. If PASCO goes and gives them this money upfront and say November, sir, he can sow his crop on time and his yield would increase which would add to the national figures of growth and also free the poor farmers from the clutches of the middleman and arti and the interests on loan issues.

Another issue that I see which is not being given enough priority in our budget is the rebuilding of the infrastructure that was damaged during the last flood. Since 2010 we have been hit by floods and I still see major projects not being looked after. The river embankments still have not been made and now again the monsoon season is almost here and the rains would again swell up the rivers. We will unfortunately, again be victims of another flood. So, I think, that is where we need to focus a little more and make more allocations on it.

Another project which affects me directly, I am from Dera Ghazi Khan, we have a Kutchi Canal project, which was running through Dera Ghazi Khan and was supposed to take Balochistan's share of water to Balochistan has not been worked on for the last five years. The project was initiated during 2002 – 2008, General Musharraf era and this was supposed to take Balochistan's share of water from our water resources to Balochistan and with the change of the last Government, the project was put on hold. What the project is doing right now is, when they have hill torrents in Dera Ghazi Khan, all it does is because of its incomplete nature, it takes water from the hill torrents and comes in and destroys our lands

and our crops. I think that project needs to be taken up on priority basis.

Another thing that I saw was that the Government has announced zero per cent for hybrid cars up to 1200cc. Sir, this sounded too good to be true. So I searched the net and I could not come up with any manufacturer who was making 1200cc hybrid cars. The lowest engine that I could find was Honda inside which is a 1300cc engine but rather than importing built up units, I think it would be better if incentives are given to local manufacturers to produce these vehicles in Pakistan. That would provide employment for our people. That would develop our auto industry here rather than importing built up units from Japan, Korea and China or wherever. We have to give incentives to our own local manufacturers to produce these hybrid cars in Pakistan.

Another issue that really is close to my heart is the Local Government. The Charter of Democracy which both major parties and all political parties hail as one of the major achievements. They talk about Local Government and our Constitution very clearly says that Local Governments have to be set up and encouraged and economic, political and administrative control has to be transferred to the Local Government. Local Government elections have not been held since 2006. Sir, they have been due for a very long time and I think the seriousness of the Provincial Governments is being put to test as to what they do about these Local Governments now. I think the Local Government elections have not been held because the Constitution of Pakistan has not specifically mentioned that elections to be held at any given time. Like the National and Provincial Assemblies, we have a provision in the Constitution whereby the House can't be out of sitting for 60 or 90 days

depending on the conditions. Whereas, the local Government elections have not been stipulated as to when they should take place. I think we need to move a constitutional amendment on this and bring local Governments into the purview of the Constitution whereby the local Government elections should also be held at specific times.

The budget was prepared in a very short time, I think less than a week after taking oath. The Government was in a time spell where it has to present the budget and right now, may be I am wrong but from what I know our Finance Minister is busy in negotiating the terms and conditions with the IMF delegation which is in town. Money matters are the most important aspect of running the Government like any household the Government do need money and where we get our money from and how wisely spent this is our top priority or should be our top priority. We see the Government state run institutions like the Steel Mills, the PIA and the Railways making losses of billions every year. The Government should not be in business for business sir. The Government should be a regulatory authority which would regulate business. These losses that we are incurring on these state corporations really need to be looked into as to what we can do to cut down these losses. PTCL was privatized in the last Government and privatization proceeds are still stuck up because we have not been able to deliver to Etisalat, the buyer as per commitment that was made to them. I think we have about 800 million dollars that needs to be coming in from there. The Government needs to look into these.

جناب چیئر مین: لغاری صاحب conclude کر لیں۔

Senator Muhammad Mohsin Khan Laghari:

Responsibilities of the Government is to regulate sir, not to do businesses. I request that we should look into these issues as to where the Government can become a regulatory body and not in business competing with private enterprises. The borrowing of the Government from this tax squeezes the credit market for the private businesses to borrow money from and grow. Our borrowing needs to be checked. The inflationary pressure that this expansionist budget would have on our daily lives needs to be checked and I think we need to look at the budget in a more detailed manner before it is passed. I think it is going to be passed in a rushed manner. It was prepared in a hurry, it will be passed in a hurry. I think we need to discuss this a little more. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you for concluding within prescribed time. Mr. Saleem Mandviwalla.

Senator Saleem Mandviwalla: Honourable Chairman, thank you for giving me the opportunity to speak on the budget. First of all sir, I would like to start by saying that what disturbs me the most is when Government officials and leaders give statements like ہمیں خزانہ خالی ملا ہے۔ This is the most disturbing statement anybody can give because basically the resources in treasury are added and expended by the Government itself. So, there is no such thing کہ جی I can recall when our Government came into power, the collection was at one trillion but today when go out, it is at two trillion. So, you have to expand your own treasury. You have to add more money to your treasury and you have to make a treasury which make you able to spend to what your needs are. Coming to GST, it was the easiest way for the previous

Government also to collect taxes but we never did that. So, adding percentage, increasing GST is not the way out and this affects directly everybody in Pakistan. Every common man to the elite is affected by this GST. So, it is not only 1%, Mr. Chairman, GST in some cases goes to 2%, in some cases it goes up to 3%. I think they should look at GST in detail and see where else they can generate money instead of GST and as the Finance Minister has mentioned to the opposition that we must give specific proposals to him where he can make amendments. So I would like to submit a specific measure that he could take and not go towards the GST which is taxing the three million high net individuals which we had proposed in our tax reforms bill earlier which was opposed by the present Government which is in place and for reasons which I till today don't know why it was opposed.

The revenues no doubt needs to be increased and they have to look at increasing revenues from people where it should be increased from, not from people who are already affected by the inflation and other issues. Sir, another thing which is very strange, we always try to politicize the economic issues and try to get gains out of these economic issues, we should not do that. That does not help us locally or internationally to exploit our economic issues politically. Sir, we were criticized on the Tax Reforms Bill, we were criticized that we are giving amnesty to this and that and here right now, immediately after the Government comes into power, they come out with an amnesty for everyone and specially for the elite till 30th June right away. So, I would like to address this and tell them that they should not criticize the right amnesty which is in the interest of Pakistan and which allows the tax base to increase.

The turn over tax honourable Chairman is another issue which has from .05% to 1% and sir, the rationale of this measure is not clear to me that it is pointed out that the industrialization will suffer if we don't do this. This is also something, I think that needs to be looked at specifically in the budget. The Finance Bill relating to decrease of allowance on investment projects from 50% to 25%. I was of the opinion that industrialization in the country would increase by doing that. I am not too sure how this idea has come about and how it will help industrialization, we need to look at into this. Yesterday, one of our colleagues mentioned about KPK and FATA. Now there is no doubt that these two areas are badly affected. They are in the worst situation that we have ever seen and applying sales tax on them and putting taxes on these two areas will further create problems for business in these areas and it will hurt these areas further. There is another specific funny thing in the Bill that could be distortion or could be something which has been over looked that 600,000/- rupees earning by a person will be taxed 25% more and a person earning 4 million rupees will be taxed 18% less. So, this is something they really need to look at and I personally feel it is a mistake but if it is not a mistake then somebody is really, don't mind my language, goofed up in this area.

So, another issue which was also raised by our colleague was access to the bank accounts to FBR. Now this is something very strange because in the Tax Reforms Bill, we had mentioned that we would like to give access to the FBR to stop the non-taxpayer from traveling and use of their ID cards and here we are talking of giving permission to the FBR official to look into the accounts of the taxpayer and to the bank accounts of people who

are already taxpayers, this is actually also against the Economic Act of 1992 which was passed by our Parliament, the PCO 1962. So, this is something very serious, they need to look at it. It will actually damage the confidence of people keeping money in the banks. This can also create a run on the banks.

Now coming to the Government salaries, the Government salaries have been increased by 10% which seems to me a hasty decision after the strike or whatever the Government officials proposed. I mean 10% sir, hardly meets the inflation; the man does get anything in his pocket after the 10% increase. So, there is nothing actually you have given to them and this is also one of the reason that we see so much corruption in the bureaucracy because they are not paid and they are asked to do work more than what they are paid. So, in any system, when you do that, you will never get the result. So, bureaucracy as a whole needs to look at and also needs to be addressed economically and financially.

Mr. Chairman, the other thing that surprised me was 30% cut on all ministries. Now what I know that the ministries are already struggling in the existing budget when you cut 30% that means basically you will make them collapse in my view. The ministries will not function with this cut. So, the thing to do is either merge these ministries or find other ways of reducing the expense in ministries or not just by saying that we will cut 30% of them.

Mr. Chairman, on the minimum wage, people have talked about it. We have proposed and have given our recommendation to keep the minimum wage i.e., Rs.12000/-. The funny thing is in the PML (N) manifesto, they have recommended that we would make the minimum wage 15000/- rupees but there is nothing mentioned

about the minimum wage. After due deliberations, we have submitted our proposals but nevertheless I would insist that our tax-base should be increased. People should be taxed who were not paying tax in Pakistan, all the data is available to FBR, to NADRA, they should look at Tax Reforms Bill that we have given and stop doing indirect taxation, this does not help anybody and yet it will create more problem for the sitting Government.

Sir, in the end I would like to mention that we are not here to criticize the new Government, we are not here to criticize the new budget, we are here to give them proposals and to help them to make a budget which will be a win-win for everybody. Thank you very much.

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ حاجی غلام علی صاحب۔ جی رضا ربانی صاحب! we are on process of debate on the budget.

Senator Mian Raza Rabbani: I will just take one minute because this is also a matter of grave national importance and it pertains to national security.

جناب چیئرمین! دو دنوں سے یہ بات اخبارات میں چل رہی ہے کہ طالبان اور America کے مذاکرات دو حامیں شروع ہونے والے ہیں اور شاید آج کچھ یہ خبر چلی کہ پاکستان کا اس میں کوئی role تھا یا نہیں تھا۔ میں آپ کے توسط سے Leader of the House سے یہ درخواست کروں کہ شاید Foreign Minister or Prime Minister صاحب خود آکر اس پر بیان دیں یا کسی اور Minister کو Foreign Office پر deputate کریں کہ وہ آکر House کو اس بارے میں اعتماد میں لیں۔ یہ جو talks ہیں، یہ نہایت ہی اہم بات ہے اور ان کا پاکستان کے strategic priorities سے بھی گہرا تعلق ہے اور اس کے پاکستان کی سالمیت پر گہرے اثرات پڑے گے۔ لہذا، House کو

اعتماد میں لیا جائے کہ کیا پاکستان کا کوئی role اس میں تھا، ان کو negotiating table پر لانے کا role تھا یا نہیں یا آئندہ اب خطے کے اندر اور بالخصوص پاکستان میں اس کے کیا اثرات آئیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you Mian sahib, the Leader of the House has already made a statement yesterday before the House

کہ Adviser on Foreign Affairs تشریف لائیں گے۔ راجہ صاحب نے commitment کی تھی۔ جی راجہ صاحب Leader of the House اب floor ان کے پاس ہے اور ان کو response دینے دیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! کل سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے یہ point اٹھایا تھا اور میں نے پھر جو متعلقہ لوگ Government میں ہیں، ان سے بات کی ہے تو انہوں نے مجھے brief بھی کیا ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک بڑا نیا اور اہم phase شروع ہو رہا ہے۔ ادھر ایک طرف United States اور ان کے جو allies ہیں، ان کی جو assessment or commitment ہے۔ ادھر ایک طرف امریکہ افغانستان کو 2014 میں خالی کرے گا لیکن وہ آیا اس کو completely vacate کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے، وہ الگ بات ہے لیکن یہ ایک بڑی خاص اور اہم development ہے۔ کچھ طالبان نے مذاکرات کی حامی بھری ہے اور اس کو پاکستان نے welcome بھی کیا ہے اور پاکستان peace consultative process کا حصہ رہا ہے۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ ابھی تک developments ہو رہی ہیں، آپ نے کرنٹی صاحب کا بھی بیان پڑھا ہوگا، جنہوں نے کچھ زیادہ خوشی کا اظہار نہیں کیا تو اس لئے یہ process میں ہے، اس stage پر ہے کہ اس کو بہت زیادہ اجاگر نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے ایک cautious approach کی ضرورت ہے، ابھی تو دو دن ہوئے، کل شاید ان کی initial بات چیت ہوئی ہے یا نہیں ہوئی یا آج ہوگی۔ اس لئے اس کو تھوڑا سا چلنے دیں تاکہ حقائق ذرا سامنے آجائیں لیکن اس میں پاکستان کا role ضرور ہے۔

جناب چیئرمین: جی میاں رضنا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضاربابی: جناب چیئرمین! مجھے آپ کے توسط سے نہایت افسوس سے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ cautious approach بالکل حکومت کرے، Foreign Office کرے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کو اس سے shut out کر دیا جائے، اگر open session میں بات نہیں ہو سکتی، روایت رہی ہے، joint sessions in camera، اس میں پوری national security policy discuss ہوئی ہے اور پھر camera resolutions pass ہوئے ہیں۔ جو Adviser on National Security ہیں، اگر وہ open session میں بات نہیں کرنا چاہتے تو سینیٹ کا in camera session call کر لیں لیکن یہ کھنا اس وقت پارلیمنٹ کو confidence میں نہیں لیا جاسکتا کیونکہ یہ ایک نہایت اہم چیز ہے، اگر پارلیمنٹ کو confidence میں نہیں لیا جاسکتا تو پھر کس ادارے کو confidence میں لیں گے؟

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: میں نے یہ نہیں کہا کہ پارلیمنٹ کو confidence میں نہیں لیا جائے گا لیکن ابھی تو یہ stage ہی ایسی ہے کہ جہاں چیزیں واضح ہو کر سامنے نہیں آئی ہیں، اس پر اس وقت بحث کرنا بے مقصد ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: They are going into negotiation.

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: ابھی وہ مرحلہ ہی نہیں آیا۔

سینیٹر میاں رضاربابی: جناب والا! ابھی تک جو ہوا ہے اس کے بارے میں تو ہاؤس کو confidence میں لیں۔

جناب چیئرمین: جی مشاہد حسین صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: شکریہ۔ میں تھوڑی سی clarification کرنا چاہتا ہوں۔ کل میں نے خود یہ معاملہ point of order پر اٹھایا اور پھر غفور حیدری صاحب اور کاظم صاحب نے بھی بات کی۔ آج دو نئی چیزیں ہوئی ہیں، کل راجہ صاحب نے commit کیا تھا کہ وہ Adviser on Foreign Affairs کو request کریں گے کہ وہ یہاں آکر ہمیں briefing دیں۔ آج تھوڑی سی

backtracking نظر آ رہی ہے۔ آج Express, Tribune اور Down اخبار میں front page پر comprehensive briefing آئی ہے، جو آپ نے cautiously چلنے کی بات کی ہے تو اس میں clearly کہا گیا ہے کہ یہ سارا کچھ back channel امریکہ کے Secretary of State Kerry اور پاکستان کے آرمی جنرل کیانی صاحب کے ساتھ ہوا ہے، ان کی پہلی meeting Jordon میں ہوئی تھی، پھر ان کی meeting مسقط اومان میں ہوئی اور پھر KKK meeting Kerry, Kiyani and Karzai, Brussels میں ہوئی، اس کے بعد کیری کا کیانی صاحب کو ٹیلیفون آیا اور James Dobbins جو نئے Ambassador آئے ہیں، وہ شامل ہیں۔ راجہ صاحب جو cautiously چلنے کی بات کر رہے ہیں، بڑی معذرت کے ساتھ کہ cautious کو کوئی نہیں ہے، ساری briefings آج چھپ چکی ہیں، front page of Express Tribune وہ سٹوری پڑھ لیں، اس میں بڑی clearly طلعت حسین کی story ہے اور باقر سجاد سید کی story Dawn میں آئی ہے۔

دوسری جو نئی بات ہے اس میں، میں through the honourable Leader of the House وضاحت چاہوں گا۔ راجہ صاحب foreign affairs کے ماہر ہیں کیونکہ وہ خود Egypt میں Ambassador بھی رہے ہیں۔ آج اور خبر آئی ہے کہ انہوں نے announce کیا تھا کہ Secretary of State Kerry will be coming to Pakistan in end of June لیکن آج اعلان ہوا ہے کہ وہ 12 دن کے دورے پر جا رہے ہیں، جس میں ہندوستان شامل ہے لیکن اس میں پاکستان شامل نہیں ہے۔ تین دن پہلے فارن آفس سے announcement ہوئی تھی کہ Secretary of State Kerry پاکستان آئیں گے، اس کی تیاری وغیرہ ہو رہی ہے، all of a sudden ایک عجیب خبر آئی ہے کہ اب ان کا دورہ پاکستان کے حوالے سے ملتوی ہو گیا ہے۔ اب ان کا بارہ دن کا دورہ ہے اور وہ ہندوستان جائیں گے اور ان کے schedule میں پاکستان کے لیے جگہ نہیں ہے۔ کیا یہ کوئی change ہے یا کوئی بات ہے؟ اس کی ہمیں وضاحت چاہیے کیونکہ خارجہ پالیسی ایسا issue ہے کہ جس میں ہم چاہیں گے ایک قومی موقف ہو، national security, defence and foreign policy، جس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا ایک view ہونا چاہیے، we have a national perspective, to have that national perspective. I will be very grateful through you and through the Leader of the House کہ ہمیں

special assistant کی لیکن شاید ان کی Adviser on Foreign Affairs briefing کے ساتھ چپقلش چل رہی ہے یا ان کا اپنا ذہن clear نہیں ہے۔ راجہ صاحب! آپ خود expert ہیں، آپ خود ہی آکر briefing دے دیں، سرتاج صاحب کو زحمت نہ دیں۔

Mr. Chairman: Let's give him time, an opportunity to the Government to have deliberations.

راجہ صاحب نے کہا ہے تو اسے سن لیجئے۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: سارا کچھ اخباروں میں چھپ رہا ہے، وہ understood ہو جائے

گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: تمام چیزیں اخباروں میں آرہی ہیں، اگر پارلیمنٹ کو confidence میں نہیں لیں گے تو پھر کس ادارے کو confidence میں لیں گے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! انہیں تھوڑا موقع دیں، let them have the deliberations.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! کس چیز کی deliberations ہو رہی ہیں۔ وہ floor of the House پر آکر بات تو کریں۔

جناب چیئرمین: جی کاظم خان صاحب۔

سینیٹر محمد کاظم خان: جناب چیئرمین! وہ سب کچھ اخبارات میں آ گیا ہے۔ میں نے وثوق سے کہا تھا کہ مذاکرات ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی۔ Leader of the House.

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج کے اخبارات میں اس issue کے بارے میں بہت کچھ چھپا ہے۔ میں صبح تقریباً آٹھ اخباریں دیکھتا ہوں، میں

نے بھی پڑھا ہے لیکن پہلی بات تو میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگوں نے جو اخبارات میں چھاپا تھا کہ کچھ اختلافات ہیں یا tussle between two Advisers and Special Assistant میں، وہ بالکل غلط ہے، I totally deny this. دوسری بات یہ ہے کہ I stand by my statement کہ ہم ہاؤس میں briefing دیں گے لیکن کچھ ایسی developments تو ہونے دیں جو کہ آپ کے علم میں کوئی اضافہ کر سکیں۔ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ سارا کچھ ہو چکا ہے، تو پھر اس کا کیا فائدہ ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ کی طرف سے سینیٹ میں briefing دی جائے گی، پہلے آگے کچھ معاملہ چلنے تو دیں۔ پاکستان کو اس میں hype create نہیں کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین: وہ پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ جو ہو چکا ہے، وہ بتایا جائے کہ ہوا کیا ہے۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: وہ ان کو بتا ہے، ان کو سب بتا ہے کہ سارا کچھ ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: جی میاں رضنار بانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضنار بانی: جناب! جو ابھی تک ہوا ہے، اس کے بارے میں تو آکر ہاؤس کو confidence میں لیں۔ Adviser of Foreign Affairs, he should come in and take the House in confidence. یہ تو ایک ongoing process ہے۔ جب dialogue terminate ہو جائے گا تو تب یہ آکر ہاؤس کو confidence میں لیں گے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے آپ کے concerns note down کر لیے ہیں۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ جس قسم کے حالات میں پرسوں سے یہ سلسلہ شروع ہوا ہے اور اس سے پہلے back channels چلتے رہے ہیں، یہ نہیں ہے کہ فوراً 4,8,10 دن میں یہ سارا معاملہ طے ہو جائے گا اور اس وقت briefing نہیں ہوگی، briefing اس سے پہلے ہوگی لیکن انہیں تھوڑا سا صبر کر لینا چاہیے۔

سینیٹر میاں رضنار بانی: جناب! اس وقت جو بات clearly سامنے آئی ہے، وہ یہ ہے کہ راجہ صاحب نے کل on the floor of the House commitment کی اور جب وہ واپس گئے

why is he تو Adviser on Foreign Affairs نے منع کر دیا، یقیناً یہی بات ہے،
backtracking.

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: نہیں یہ backtracking نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: یہ بالکل backtracking ہے اور backtracking کیسے ہوتی

ہے۔

Government does not want to take into confidence.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: No,

Government would take the Parliament into confidence.

Senator Mian Raza Rabbani: When will they take the
Parliament into confidence.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: That we will
decide.

Senator Mian Raza Rabbani: What do you mean, you
will decide.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: We will
decide.

Senator Mian Raza Rabbani: This is not owned,

اگر گورنمنٹ کا یہ attitude ہے کہ they don't want to take Parliament into
confidence on such an important issue, اور اب آپ
commitment دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ آپ نے ایک Adviser bureaucrat لا کر بٹھا دیا
ہے اور اس نے آپ کو منع کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی. Leader of the House.

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔ آپ میری طرف دیکھیں۔

سینیٹر میاں رضنا ربانی: جی جناب! میں آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: یہ کوئی backtracking نہیں ہے، کسی نے منع نہیں کیا ہے، I stand by my commitment, I made a commitment on behalf of the Government of Pakistan. اس میں کوئی backtracking نہیں ہے۔ یہ کہ کب briefing ہوگی۔ اس کے بارے میں آپس میں مشورہ کر کے تاریخ رکھ لیں گے۔

سینیٹر میاں رضنا ربانی: لیکن کب، یہ سیشن تو ختم ہو جائے گا، پھر کہیں گے کہ اگلے سیشن میں یا راجہ صاحب کم سے کم اتنا commit کریں کہ اس سیشن میں briefing ہوگی۔ I want holding of the briefing کہ کل ہو یا پرسوں ہو لیکن یہ commit کریں کہ اس سیشن میں briefing ہوگی۔

سینیٹر راجا محمد ظفر الحق: ابھی تو یہ بھی طے نہیں ہوا کہ یہ سیشن کب تک رہے گا۔

سینیٹر میاں رضنا ربانی: جناب! جب تک رہے گا، before this session winds up راجہ صاحب یہ commit کریں کہ اس سیشن میں briefing ہوگی۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: راجہ صاحب! ذرا کیری صاحب سے یا کیانی صاحب سے پوچھ لیں کہ کب briefing دینی ہے، ہو سکتا ہے مشورہ کرنا ہو۔

سینیٹر میاں رضنا ربانی: جناب! اس پر کچھ کریں، پارلیمنٹ کو اس طرح نہیں لے جایا جا سکتا۔

but still the Leader جناب چیئر مین: میاں صاحب! آپ درست فرما رہے ہیں
of the House says that I stand by my words.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I have all the
respect for Raja sahib's words.

جناب چیئر مین: میاں صاحب! میری عرض سن لیں۔

You must understand, you are very senior parliamentarian, when the
Government give assurance, it's a sort of assurance given on the
floor of the House and if that assurance is not fulfilled then there
are provisions under the rules and those could be invoked.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, it is an
assurance which has no bottom, there is no limit to this assurance.
It can be in this session, it can be in the next session. I want a
categorical assurance that it will be in this session.

let this come that it will be in this یہ بھی بڑی vague assurance ہے لیکن
session.

جناب چیئر مین: جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, I had
made a commitment that when it was demanded that the Interior
Minister should come and address the House, so, it was fulfilled the
very next day. Similarly, I had made a commitment that even the
Adviser on Foreign Affairs, he would also take the House into
confidence on these developments and I stand by my commitment
and it will be done but please don't force me to make a
commitment here that on such and such date.

Mr. Chairman: As soon as possible kindly arrange it. Yes, Col. Tahir Hussain Mashhadi sahib.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:

Thank you Mr. Chairman. Leader of the House is a very honourable man and he has given a commitment, however, the privilege, the prestige, the customs and the traditions of Parliament are well-documented and all the parliaments in the world are run on the same pattern. Here the majority of the honourable members is asking for a specific date. The honourable Leader of the House has already given a commitment that they will do it. So, why can't he just give a date by which he will do it and that would solve the problem. A vast majority of this honourable House is asking for this. It is a very important matter which has to be brought on the floor of the House. The Parliament can never be denied and no Government can shy away from being answerable to the Parliament.

I therefore, fully support the leader of the parliamentary party of Pakistan Peoples Party in this matter. I also request the honourable Leader of the House to give a date and set a good example in the best of parliamentary traditions. It is a great democratic party which has come to power and they must honour the democratic traditions and customs of Parliament. They should give us a date. It is a question of just getting the Adviser here, there is no matter of bone of contention. So, if he could kindly give a date, I will be grateful.

جناب چیئر مین: شکریہ۔ احمد حسن صاحب۔

سینیٹر احمد حسن: جناب چیئرمین! پرسوں سے خیبر پختونخوا سے مختلف لوگ ہمارے ساتھ رابطے کر رہے ہیں۔ اس معاملے کے پاکستان کی geo-political situation پر بہت اثرات پڑیں گے اور خصوصی طور پر KPK پر برے اثرات ہوں گے کیونکہ طالبان کے بہت زیادہ leaders پشاور اور کوئٹہ میں رہتے ہیں۔ قائد ایوان ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہیں، شاید میں سب سے زیادہ ان کو قابل احترام سمجھتا ہوں لیکن پہلی بار وہ اپنے مزاج کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ جب بھی انہوں نے بات کی تو ہمیں اس سے سو فیصد تسلی ہوئی جبکہ اس بار انہوں نے جو بات کی، اس سے ہمارے شکوک بڑھ گئے۔ میں چاہوں گا کہ ہمارے پختونخوا کے لوگوں کی تسلی کے لیے بریفنگ دی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ ہمیں داس صاحب! آپ کا کیا معاملہ ہے؟ آپ بجٹ پر بولنا چاہ رہے ہیں۔ آپ کو موقع دیں گے۔ ابھی floor حاجی غلام علی صاحب کو دیتے ہیں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ افغانستان پر بات ہو رہی ہے اور بجٹ پر بھی۔ سب سے پہلے تو میں کہوں گا کہ جب بھی لوگ کہتے ہیں کہ ملک میں دہشت گردی فروغ پا رہی ہے تو اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔ پورا ملک، بلوچستان، خیبر پختونخوا، کراچی، دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ دھماکے، ٹارگٹ کلنگ اور دہشت گردی پھیل رہی ہے اور اس میں اضافہ ہو رہا ہے، اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی سوچنا ہوگا کہ کس طرح لوگوں کو حکومت اور ملک کے خلاف بغاوت پر اکسایا جا رہا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو ہمیشہ حکومت، سیاسی لوگوں اور اسمبلیوں کے خلاف، عوام کے ذہنوں میں ایک ایسی فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے as a whole دہشت گردی آگے بڑھ رہی ہے۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں جب سے بجٹ announce ہوا، آئے روز اخبارات میں منگانی کی خبریں آرہی ہیں۔ بجلی کی قیمتوں میں روزانہ اضافہ ہو رہا ہے۔ میری حکومت سے request ہوگی کہ عوام کے ذہنوں میں جو بے چینی اس بجٹ سے پیدا ہو رہی ہے اور جس طرح آئے روز اخبارات میں خبریں شائع ہو رہی ہیں، اس کا کچھ نہ کچھ سدباب ہونا ضروری ہے۔ حکومت بنے ہوئے ابھی دس دن بھی مکمل نہیں ہوئے اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوچ ابھرنا شروع ہو گئی ہے کہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کچھ نہیں کر رہی۔

جناب چیئرمین! سیلز ٹیکس میں اضافہ کیا گیا۔ پچھلی حکومت نے business community سے مذاکرات کیے، اس حکومت نے business community کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ آپ سیلز ٹیکس کی رجسٹریشن کو بڑھائیں، انشاء اللہ، جتنا سیلز ٹیکس کی رجسٹریشن میں اضافہ ہوگا، ہم اس حساب سے سیلز ٹیکس کم کرتے جائیں گے۔ اس موقع پر business community نے ان سے ایک commitment کی تھی کہ تین چار سالوں میں اس کو single digit پر لائیں گے۔ اس کے برعکس موجودہ حکومت نے اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس اضافے سے دو مسائل سامنے آ رہے ہیں۔ ایک تو منگانی میں بے انتہا اضافہ ہو رہا ہے جبکہ دوسری بات یہ ہے کہ business community کے ساتھ یا taxpayers کے ساتھ آپ نے جو commitment کی تھی کہ رجسٹریشن کی طرف بڑھیں، لوگوں کو اس میں شامل کریں اور جوں جوں net base بڑھتا جائے گا، ٹیکس کی ratio خود بخود گرتی جائے گی، یہ حکومت اس commitment کو follow نہیں کر رہی۔ اس کے نتیجے میں بے روزگاری میں اضافہ ہوگا۔ بجلی کے نرخوں میں اضافے کے اثرات ہر چیز پر آئیں گے۔ جیسا کہ رات کو انہوں نے ایک SRO جاری کیا اور FBR نے ان تمام items کے نام دیے کہ دودھ اور فلاں فلاں چیز پر سیلز ٹیکس لاگو نہیں ہے لیکن وہ جس طریقے سے بن رہے ہیں اور جس carriage میں آ رہے ہیں، ان کی قیمتوں میں لازمی طور پر اضافہ ہوگا۔ اس اضافے سے انہیں کوئی روک نہیں سکتا۔

جناب چیئرمین! ہم ہمیشہ یہی رونا روتے ہیں، آج آپ بلوچستان اور KPK کی صورت حال دیکھیں، ان علاقوں میں سرمایہ کاری کے لیے حکومت کی طرف سے incentives دینا تو دور کی بات ہے، انہوں نے قبائلی علاقہ جات اور خیبر پختونخوا کو جو facility پچھلی حکومت نے دی، وہ بھی واپس لے لی۔ خاص طور پر فاٹا کو جو facility آئین پاکستان نے دی، وہ کس طرح ایک بیان سے withdraw ہو سکتی ہے؟ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے کہتا ہوں کہ فاٹا میں سیلز ٹیکس کا ایکٹ لاگو نہیں ہے، کس طرح وہ ایک بیان دے کر کہتے ہیں کہ میں نے وہ سب کچھ withdraw کر دیا۔ آخر کیوں آپ ان لوگوں کے جذبات سے کھیل رہے ہیں؟ دوسری بات، میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ اگر فاٹا کو 15 فیصد سیلز ٹیکس کی چھوٹ ہے تو آپ دیکھ لیں کہ 1973 سے آج تک وہاں چھ سے سات کارخانے تک نہیں بنے۔ اگر یہ چھوٹ زیادہ ہوتی تو پھر چاہیے تھا کہ لوگ وہاں زیادہ فیکٹریاں لگاتے۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کریں گے کہ آپ فاٹا اور خیبر پختونخوا کو صنعتی ترقی اور تجارت کے فروغ کے لیے مزید

incentives دیں۔ اگر آپ پہلے سے دیے گئے incentives واپس لیں گے تو اس کا مطلب ہوگا کہ آپ فاٹا اور KPK کے ہر بے روزگار نوجوان کو یہ message دینا چاہتے ہیں کہ بھئی، بندوق اٹھاؤ اور بندوق کے ذریعے پیسے کماؤ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکومت کے کپتان، نواز شریف صاحب، ایک businessman ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ business incentives کے ذریعے لوگوں سے بندوق رکھوائیں۔ اگر موجودہ حکومت کے دور میں آپ لوگوں سے بندوق کے ذریعے پیسے کمانے کی بات کریں گے تو میرے خیال میں یہ چیز ملک اور قوم کے لیے کسی طور بھی بہتر نہیں ہے۔ تمام بنکوں کے head offices خیبر پختونخوا سے Islamabad move کر گئے ہیں، کوئی head office خیبر پختونخوا میں نہیں ہے۔ خیبر پختونخوا کی صنعتوں کو ایک پیسا بھی قرض نہیں دیا جا رہا ہے۔ حکومت بنکوں سے قرض لے رہی ہے اور اس کے باوجود وہاں کی ہماری 90% صنعتیں بند ہو چکی ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ فاٹا اور خیبر پختونخوا کی صنعتی ترقی، تجارت کے فروغ کے لیے اتنے incentives دے کہ وہاں industries and trade کا پہ چلتا رہے۔ اگر اس پیسے کو رکوانے کی کوشش کی گئی تو اس کے اثرات نہ صرف خیبر پختونخوا اور فاٹا میں بلکہ ملک کے لیے بھی اچھے نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین! میں آج بھی ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کیوں پیش کرتا ہوں؟ اس لیے پیش کرتا ہوں کہ وہ خود چل کر باجوڑ، درگئی، وزیرستان گئے اور سب سے پہلے انڈسٹری کی بنیاد باجوڑ میں رکھی اور انہیں incentives دیے۔ ان کا باجوڑ، درگئی اور وزیرستان میں فیکٹریاں لگانے کا مقصد یہ تھا کہ وہاں صنعت کاری ہو۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ فیکٹریاں کیوں بند ہو گئیں؟ اس لیے کہ کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور، باجوڑ، وزیرستان کے taxation کی base equal کر دی گئی۔ جب یہ equal کر دی گئی تو کیا باجوڑ میں گیس ہے؟ کیا وہاں بجلی ہے؟ کیا وہاں پانی ہے؟ کیا وزیرستان میں یہ facilities ہیں؟ وہاں carriage کا خرچ کتنا ہے؟ اس لیے وہ فیکٹریاں بند ہو گئیں اور ان میں کام کرنے والے سینکڑوں، ہزاروں لوگ بے روزگار ہو گئے۔ جب وہ بے روزگار ہوئے تو آپ اس کے اثرات دیکھ لیں۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ فاٹا کے لیے incentives دینے ہوں گے اور آپ ایسا programme لائیں کہ لوگوں کو چھوٹی صنعتوں کے لیے کم mark up پر قرضے دیں تاکہ وہاں کے لوگوں کا جو mind بنتا جا رہا ہے، وہ اس سے الگ ہو کر trade کے پیسے میں گھومیں اور جب وہ trade and industries کے پیسے میں

گھومیں گے تو ان کا mind دوسری چیزوں سے ہٹ جائے گا۔ آپ FATA and PATA میں قلم کی ایک جنبش سے کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ واپس لے لیا۔ اس چیز کو خیبر پختونخوا، FATA and PATA کے عوام کبھی بھی نہیں مانیں گے۔ جس طرح تنخواہیں نہ بڑھنے پر احتجاج ہوا، انشاء اللہ پھر FATA, PATA and KPK کے عوام بھی نکلیں گے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہمیں پہلے incentives دے دیے جائیں۔

جناب چیئر مین! business community کو بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ ٹیکس دیں، tax net میں آئیں، ہم آپ کو facilities دیں گے لیکن جب بھی بجٹ آتا ہے آپ خود دیکھ لیں، ان ہی لوگوں کے گلے میں رسی کسی جاتی ہے جو already tax دے رہے ہیں۔ Tax کا base نہیں بڑھا اور یہ کیوں نہیں بڑھا؟ اس لیے کہ پاکستان کی افسر شاہی نہیں چاہتی کہ ان لوگوں پر ان کی گرفت کمزور ہو۔ پاکستان کی business community موجودہ حکومت سے بہت توقعات رکھتی ہے، اس لیے کہ یہ خود ان تمام مرحلوں سے، مشکلات سے سفر طے کر چکے ہیں۔ Tax net کس طرح بڑھے گا؟ Tax base کس طرح بڑھے گی؟ آپ taxpayers کو کچھ نہ کچھ incentives دیں تاکہ عام آدمی جو کاروبار کرتا ہے، وہ سب کچھ کرتا ہے، دنیا میں تفریح کے لیے بھی جاتا ہے، business کے لیے بھی جاتا ہے لیکن اگر آپ اسے 1% or 0.5% incentives دیں گے اور اگر کوئی taxpayer Karachi جاتا ہے اور وہ اپنا NTN number دے تو اسے سو روپے کم پر ٹکٹ ملے گا۔ اگر وہ باہر کسی ملک میں جاتا ہے تو اسے 50% discount پر ٹکٹ ملے گا تو لوگ خود بخود tax net میں آئیں گے۔ اب تو لوگ tax net سے بھاگ رہے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے 2% زیادہ لے لیں لیکن ہم ان کا عذاب میں نہیں آئیں گے۔ جناب والا! حکومت سے ہماری درخواست ہو گی کہ وہ سب سے پہلے business community کے ساتھ بیٹھیں اور ان کی مشکلات کا ازالہ کریں۔

جناب چیئر مین! ہم اس ایوان میں چار سالوں سے بلوچستان کا رونا رو رہے ہیں۔ خیبر پختونخوا، FATA and PATA کے معاملات پر حکومت کو سنجیدگی دکھانی ہو گی۔ حکومت کو ان معاملات پر ایک کمیشن بنانا ہو گا اور خیبر پختونخوا، FATA and PATA کے لیے، ان علاقوں کی صنعتوں کے لیے، وہاں نئی سرمایہ کاری کے لیے، وہاں بے روزگاری کے خاتمے کے لیے کام کرنا ہو گا اور انہیں incentives دینے ہوں گے۔ اگر یہ چیزیں وہاں نہ دی گئیں تو پھر بے روزگاری کا سیلاب بڑھتا

جائے گا جو اس ملک کے لیے اور اس system کے لیے نقصان دہ ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ لوگوں کے ذہن تیزی سے دوسری طرف جارہے ہیں۔ اس لیے حکومت کا یہ فرض ہے کہ ان علاقوں کے نوجوانوں کو خیرات نہیں، کارڈ وغیرہ نہیں بلکہ انہیں روزگار کی facilities دے تاکہ وہ لوگ برسرِ روزگار ہوں اور جب وہ برسرِ روزگار ہوں گے تو حالات ٹھیک ہوں گے۔ حکومت نے یہ بجٹ ایک ہفتے میں بنایا ہے، ویسے بھی یہ کتنا میں پچھلے دور سے دی جارہی ہیں اور figures کچھ آگے پیچھے کیے جاتے ہیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت ان پسماندہ صوبوں کی ترقی کے لیے سب سے پہلے صنعتی ترقی اور تجارت کے فروغ کے لیے اقدامات اٹھائے ورنہ اس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، نسیمہ احسان صاحبہ۔

سینیٹر نسیمہ احسان: شکریہ، جناب چیئرمین! بجٹ پر ہر پارٹی سے تعلق رکھنے والے میرے معزز اور قابلِ احترام بھائیوں اور بہنوں نے اظہارِ خیال کیا۔ میں بھی اپنی اور اپنی پارٹی BNP(A) کی طرف سے اظہارِ خیال کرنا چاہ رہی ہوں۔ جناب والا! ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے 3985 ارب روپے کا بجٹ پیش کیا جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ 975 ارب روپے مقامی بنکوں سے قرض لینے کا تخمینہ ہے اور چاروں صوبوں کی صوبائی حکومتوں کے پاس تیس جون تک 23 ارب روپے ہوں گے۔ بیرونی قرضہ یا coalition support کی مد میں 576 ارب روپے اگلے مالی سال کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ ملکی وسائل سے 1918 ارب روپے کے حصول کا حکومت نے تخمینہ لگایا ہے۔ Capital receipts کی مد میں حکومت نے 493 ارب روپے دکھائے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں اس کا موازنہ پیش کرنا چاہتی ہوں۔ 2012-13 کے بجٹ میں یہ تخمینہ تھا کہ 700 local borrowing ارب روپے کے قریب ہوگی لیکن آخر میں یہ borrowings 1500 ارب روپے سے بھی تجاوز کر گئیں۔ پچھلی حکومت نے بھی coalition support اور بیرونی امداد کی مد میں 243 ارب روپے کا تخمینہ لگایا تھا لیکن وہ ہدف حاصل نہیں ہوا اور ایک دم سے موجودہ حکومت نے نئے سال میں 576 ارب روپے کا تخمینہ لگایا۔

جناب والا! یہ خیالی باتیں ہیں، یہ ہوائی باتیں ہیں اور ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ Local borrowing کی مد میں 975 ارب روپے کا جو تخمینہ دکھایا گیا ہے، میں یقین سے کہہ

سکتی ہوں کہ یہ 2000 ارب روپے تک جائے گا۔ صوبائی حکومتوں کے پاس 23 ارب روپے surplus میں دکھائے گئے ہیں لیکن جناب چیئرمین، موجودہ مالی سال میں صوبہ سندھ over draft پر ہے، صوبہ پنجاب اور صوبہ خیبر پختونخوا بھی over draft پر ہیں۔ بلوچستان زیادہ سے زیادہ دس ارب روپے surplus پر ہوگا۔ اگر تمام صوبوں کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ نہ صرف 23 ارب روپے surplus میں ہیں بلکہ چالیس ارب روپے minus میں ہوں گے۔

جناب چیئرمین! Capital receipts ایسی مدد ہے کہ اس کا مصرف بجٹ میں کم ہی ہوتا ہے۔ جہاں سے یہ رقم آتی ہے ان ہی مددات میں خرچ ہو جاتی ہے۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی نسیمہ احسان صاحبہ۔

سینیٹر نسیمہ احسان: شکریہ جناب چیئرمین، خوشی اس بات کی ہے کہ اس وقت ہاؤس میں وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔

جناب، capital receipts ایسی مدد ہے کہ اس کا مصرف بجٹ میں کم ہی ہوتا ہے۔ جہاں سے یہ رقم آتی ہے انہی مددات میں خرچ بھی ہو جاتی ہے لہذا بجٹ میں 493 ارب روپے کو عوامی فلاح و بہبود پر خرچ نہیں کر سکتے۔ یہ already booked ہیں لہذا موجودہ حکومت نے بجٹ میں general administration کے لیے 2329 ارب روپے رکھے ہیں۔ ترقیاتی فنڈ کے لیے 789 ارب روپے رکھے ہیں۔ Defence کے لیے 627 ارب روپے رکھے ہیں۔ Subsidy کی مد میں 240 ارب روپے رکھے ہیں۔ یہ ان کا کل بجٹ ہے جس کا موازنہ میں نے ایوان کے سامنے پیش کیا۔ یہ سوائے معلق اور خیالاتی تدابیر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، موجودہ حکومت نے بجٹ میں تنخواہوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا لیکن اسی بجٹ میں مضحکہ خیز خبر یہ ہے کہ اس میں 25 ارب روپے pay and pension کی reforms کے لیے رکھے گئے ہیں لیکن تمام ملازمین کو بخوبی معلوم ہے کہ کوئی reforms نہیں آرہی ہیں۔ جناب

والا! یہ 25 ارب روپے اس مد میں مختص کیے گئے تھے کہ ان کے علم میں تھا کہ ملازمین شور مچائیں گے تو ان کو دس فیصد پر راضی کیا جائے گا۔

اب ہماری نظر میں حقیقی معنوں میں بجٹ کا تخمینہ کچھ اس طرح سے ہے کہ taxes and GST کی مد میں حکومت کو جو revenue حاصل ہوتا ہے وہ 2598 ارب روپے ہیں اور non-tax کی مد میں 822 ارب روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ اس طرح 3420 ارب روپے بنتے ہیں۔ Divisible Pool کے تحت صوبوں کو 1502 ارب روپے trickle down ہوں گے لہذا مرکزی حکومت کے پاس 1918 ارب روپے بچیں گے اور ہماری نظر میں یہ صحیح تخمینہ ہے۔ یہ میری گزارشات اور میرے دیے گئے یہ تخمینے نوٹ فرمائیں اگر زندگی رہی تو اس کے بجٹ میں انشاء اللہ ان ہی پر بات کریں گے۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں جو ایک فیصد GST بڑھادیا گیا ہے حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس سے غریب آدمی کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ حکومت اس بات کو بنیاد بنا کر یہ کہہ رہی ہے کہ ہم نے جو food items پر GST کا اطلاق نہیں کیا تو زندگی کے اور کون سے شعبہ جات ہیں کہ جس کا زندگی پر اطلاق نہیں ہوتا۔ ماچس کی ڈبیا سے لے کر سرپر تیل اور صابن سے لے کر شادی ہال تک GST لگے گا اور عام consumer تک پہنچتے پہنچتے یہ 19% تک پہنچ جائے گا۔ ایک غیر قانونی ٹیکس جو مرکزی حکومت نے لگایا ہے، وہ services پر ہے جس کا اختیار صوبوں کو ہے لیکن مرکزی حکومت نے جوش حصول revenue میں لگادیا لیکن میں ایک گزارش کرنا چاہوں گی کہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں گردش فرزند جات کی بڑی بازگشت سنائی دی کہ ان فرزند جات کو یکمشت ختم کرنے سے افراط زر بڑھے گا سو ہر چیز غریب کی قوت خرید سے باہر ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتی اور آخر میں، میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ تعمیرات انسانی معاشرے کا ایک اہم جز ہے۔ شعبہ تعمیرات سے اور مزید پندرہ، سترہ، اٹھارہ صنعتیں وابستہ ہیں۔ آنے والے بجٹ میں پینتیس روپے فی بوری سیمنٹ کی قیمت پر اضافہ کیا گیا ہے لیکن مارکیٹ میں جا کر اس کا impact پچاس روپے ہو جائے گا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنے لوگ بے روزگار ہو سکتے ہیں۔ ان میں تزکھان، رنگ ساز، رنگ بنانے والی کمپنیاں، معمار، پلمبر، بجرمی لانے والا ٹرک ڈرائیور، ہر گاڑی والا، مزدور، غرض کتنے سارے لوگ بے روزگار ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ کو ہم عوام دوست اور غریب دوست بجٹ نہیں کہہ سکتے البتہ اس کو ہم امیر دوست اور صنعت کار دوست بجٹ ضرور کہہ سکتے ہیں۔ اسی ہاؤس میں ایک دو دن پہلے میرے ایک معزز رکن بھائی نے فرمایا کہ کوئی یہاں یہ کہتا ہے کہ بلوچستان والے، کوئی پنجاب کا اور کوئی سندھ کا کہتا ہے مگر ہم اپنے آپ کو پاکستانی کیوں نہیں کہتے۔ جناب، ہمیں اپنے پاکستانی ہونے پر فخر ہے اور ہم بھی محب وطن ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ اسی شاہراہ دستور پر آپ دور نہ جائیں۔ ہمارے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے، جہاں اسی شاہراہ دستور پر یہ پارلیمنٹ ہاؤس، سپریم کورٹ اور وفاقی محتسب واقع ہیں، اسی پر ہمارے ڈیرہ بگٹی کے سپوت کھلے آسمان کے نیچے بے یار و مددگار پڑے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! ان ہی کی زمین سے ہمارے پاکستان کے چولے اور کارخانے چل رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! کیا وفاداری اور بھائی بندی کا صلہ ہم بلوچوں کو یہی ملنا چاہیے جس طرح بلوچوں کے عزت نفس کو مجروح کر کے دیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! میں ایک اور گزارش کرنا چاہوں گی۔ میری حکمرانوں سے یہی التجا ہے کہ خدا کے لیے ان کے ساتھ ایسا ظلم نہ کریں اور بلوچوں کی آواز ایسے نہ ہو کہ international اداروں میں گونجنے لگے اور بلوچوں کے ساتھ جو نا انصافیاں ہو رہی ہیں پھر ان کو ان نا انصافیوں کا پتا چلے۔ جناب والا! میں آپ سے ایک اور عرض کرنا چاہوں گی۔ اس الیکشن میں بلوچستان کے عوامی mandate کو پامال کیا ہے، Establishment نے اپنے سرکاری mandate کو جس جارحانہ انداز میں نافذ کیا اس کی مثال پچھلے 65 سالوں میں نہیں ملتی۔ جناب چیئرمین! پاکستان کا سب سے آخری حلقہ NA-272 میں دھاندلی سے اگر بڑھ کر کوئی چیز ہے، لفظ ہے، دھاندلہ ہے، دھانہ ہے، وہ ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! PB-48 Kech-1 میں دھاندلی کے بارے میں آپ کو کچھ ایک آدھ واقعہ سنا دوں۔ جناب چیئرمین! PB-48 Kech-1 جہاں سے ڈاکٹر مالک صاحب ایک بار ہوا بندہ آج چیف منسٹر کی کرسی پر بیٹھا ہے اور جیتنے والے شخص سید احسان شاہ کے vote count نہیں کیے گئے۔ ہم لوگ یہاں چیف الیکشن کمشنر کے پاس آئے تو یہاں پر ہمیں یہ کہا گیا کہ the case has been dismissed، کیوں؟ جناب چیئرمین! ہم بھائی کورٹ گئے تو وہاں پر ہمیں یہ کہا گیا کہ the case has been dismissed بلوچستان والوں کے ساتھ کیوں یہ نا انصافی ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! اس لیے کہ یہاں پر ایک معزز رکن، میرے قابل احترام بھائی جو آج کل کابینہ میں شامل ہیں، ان کے ایک فون کی وجہ سے ایک بار ہوا شخص آج چیف منسٹر کی کرسی پر بیٹھا ہے اور جس نے جیتا ہے اس کو ہرا دیا گیا ہے۔ ہمارے vote count

نہیں ہوئے۔ جناب چیئرمین! ہم انصاف کے لیے کہاں جائیں؟ ہمیں سنا نہیں جاتا، ہم دیواروں کے سامنے بولتے رہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! حکمرانوں سے میری گزارش ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں۔ ہمیں تو ایسے لگ رہا تھا کہ دوسرے اداروں کی طرح چیف الیکشن کمشنر ہمیں دوسرے درجے کا شہری نہیں سمجھے گا لیکن جناب چیئرمین! ہماری خوش فہمی تھی۔ جناب چیئرمین! ہمیں حق رائے دی دیا جائے۔ ہمارے علاقے میں بھی پولنگ دوبارہ کی جائے۔ ایک ہارا ہوا بندہ جس کا یہاں پر دوست، بلوچستان سے تعلق رکھنے والے دوست کی وجہ سے یہاں پر فون کر کے ہارے ہوئے کو چیف منسٹر کی کرسی پر بٹھا دیتے ہیں۔ بلوچستان والوں کے ساتھ کہاں انصاف ہوتا ہے، کہاں انصاف کیا جا رہا ہے؟ جناب چیئرمین! ہمیں تو ایسے لگ رہا ہے کہ لاہور میں پھر سے رنجیت سنگھ کی حکومت قائم ہوئی ہے اور باقی صوبے اس کے باج گزار ہیں۔

(اس موقع پر اراکین نے ڈیسک بجائے)

جناب چیئرمین: جی، conclude کر لیں۔

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب چیئرمین! حکمران اس دن سے ڈریں جس دن مظلوم بلوچوں کی آواز بین الاقوامی اداروں میں گونجنے لگے۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مختیار احمد دھام صاحب۔

سینیٹر مختیار احمد دھام: شکریہ، جناب چیئرمین! جب یہ بجٹ پیش ہو رہا تھا اور نئی حکومت وجود میں آچکی تھی تو میڈیا کے اندر یہ رپورٹ آئی تھی کہ بجٹ آنے سے پہلے کچھ experts بٹھائے گئے تھے اور وہ experts جن میں ہماری حکومت کے ایک سابق وزیر شوکت ترین اور کچھ دوسرے مشہور ترین لوگ بٹھائے گئے تھے اور ان کی recommendation سے شاید موجودہ حکومت نے بجٹ پیش بھی کر دیا جس پر آج ہم بحث کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ بجٹ جس میں from beginning Opposition یہ چلا رہی ہے کہ جنرل سیلز ٹیکس جو آپ نے بڑھایا ہے اس سے منہگائی بڑھ گئی ہے۔ ہماری بات پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ حتیٰ کہ پھر ان اداروں کے لیے جن کی credibility کے لیے آپ own کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ ہم اس ادارہ کے pro لوگ ہیں اس

نے نوٹس لے لیا اور اس بجٹ میں سرکاری ملازمین کے لیے میں یہ بات کیوں نہ کہوں جناب چیئرمین! کہ ایک روپیہ بھی نہیں بڑھایا گیا تو ہمیں آواز آتی ہے کہ نہیں جناب! وہ ہم نے بڑھادی۔ جناب عالی! آپ نے تین دن کے بعد pressure میں تنخواہ بڑھائی ہے۔ آپ نے بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھائیں۔ آپ نے مزدور دشمنی کا ثبوت دے دیا تھا اور آپ اس حکومت کو طعنہ دے رہے ہیں کہ خزانہ خالی تھا۔ جناب عالی! جب خزانہ خالی تھا تو اس حکومت نے کبھی بھی مزدور دشمنی کا عمل نہیں کیا تھا اور ڈیڑھ سو سے زیادہ percentage سے سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی گئیں جب خزانہ خالی تھا تو سرکاری ملازمین کو کس مد سے تنخواہیں مل رہی تھیں، لہذا آپ کو قوم سے معافی مانگنی چاہیے کہ آپ نے جو سرکاری ملازمین کو 10% دیے ہیں، ہم کہہ رہے ہیں کہ کم از کم 15% ملنے چاہیے مگر وہ بھی انہوں نے اپنے احتجاج کی وجہ سے آپ کو مجبور کر دیا ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ آپ نے ملازمین کے لیے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا تھا۔

جناب چیئرمین! میں آج کی بات کر رہا ہوں۔ ہماری بات پر کوئی دھیان نہیں دیا۔ ٹھیک ہے کہ اگر ہم غلط بھی بول رہے ہیں تو Supreme Court نے آج GST کے حوالے سے چیف جسٹس آف پاکستان نے کہا ہے کہ GST سے 15% منگائی بڑھ گئی ہے۔ یہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کہہ رہے ہیں، ہم تو غلط ہو سکتے ہیں، نعوذ باللہ وہ تو غلط نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی کھی ہوئی زبان کا ایک لفظ کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتا۔ یہ آپ کہتے تھے اور آپ کے لیے آج decision آیا ہے کہ 15% منگائی بڑھ گئی ہے۔ اس کا حساب کون دے گا کہ بجٹ منظور ہی نہیں ہوا اور آپ کے عمل سے 15% سے زیادہ منگائی آگئی ہے۔ ہم کہہ رہے ہیں کہ grassroots پر زیادہ منگائی بڑھی ہے۔ یہ چیف جسٹس صاحب کے الفاظ ہیں میں ان کو quote کر رہا ہوں۔ یہ کون تھے جنہوں نے بجٹ بنایا، کیا ضرورت تھی ایسے بجٹ کی، جس بجٹ میں بیرون ملک رہنے والی پاکستانی برادری کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے جن کے پیسوں سے revenue generate ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! بجٹ میں laptop کی بات کی گئی ہے۔ ٹھیک ہے، آپ نے laptops دیے ہیں مگر آپ یہ بھی تفصیل بتاتے کہ ان laptops میں سے کتنے laptops سرکاری اسکولوں کے غریب بچوں کو دیے گئے؟ وہ laptops پرائیویٹ اسکولز کے ان بچوں کو دیے گئے جو فیملی آرام سے ایک سے دو laptop خرید سکتی تھی۔ ان students کو آپ نے laptops دیے مگر Interior Punjab کے سرکاری اسکولوں میں پڑھنے

والے کتنے students کو وہ laptops ملے ہیں۔ آپ یہ بھی تفصیل قوم کو بتا دیتے۔ آپ نے نوجوانوں کے لیے skill development کی بات کی، سندھ گورنمنٹ میں already پانچ سال سے یہ پروگرام بے نظیر بھٹو شہید یوتھ ڈویلپمنٹ کے نام سے youth skill کے لیے چل رہا ہے۔ آپ اس پروگرام کو پورے پاکستان پر لے کر آئے۔ ٹھیک ہے آپ یہ لے کر آئیں مگر یہ پروگرام پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت میں سندھ میں چل رہا تھا جس میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ نوجوانوں کی ہم نے skill development کی۔ آپ نے بجٹ میں مزدوروں کے لیے کیا کیا ہے؟ جناب عالی! کراچی مزدوروں کا شہر ہے، لاہور مزدوروں کا شہر ہے، گوجرانوالہ مزدوروں کا شہر ہے، حیدرآباد مزدوروں کا شہر ہے اور فیصل آباد مزدوروں کا شہر ہے جس میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے خلاف جب احتجاج last year ہو رہے تھے تو آپ ان protests کو lead کر رہے تھے، آپ نے لوگوں کو کہا تھا کہ بجلی نہیں ہے، ان بجلی والوں کے دفتروں کو جلا دو۔ اگر 20 دن پہلے فیصل آباد کے عوام نے آپ کے دیے ہوئے درس پر عمل کر دیا تو آپ کی پولیس نے کلہاڑیاں لے کر چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کر دیا۔ آپ نے پانچ constables کو معطل کر دیا، ان کو حکم دینے والے اعلیٰ افسران کی punishment کہاں ہے۔

جناب والا! پاکستان میں یہ پہلا موقع ایسا آیا کہ experts بٹھائے گئے ہیں، میں اب کیا کہہ سکتا ہوں کہ وہ experts کون تھے بجائے اس کے کہ میرے پیارے دوست جو اس سائڈ پر یہ کہتے تھے، میں ان ہی کے الفاظ دہراتا ہوں کہ یہ کون تھے کچھ ننھو تھے، کچھ خیرے تھے، کچھ ایرے تھے، کچھ غیرے تھے، یہ کون تھے جنہوں نے یہ بجٹ دیا۔

جناب چیئر مین! آپ نے بینظیر بھٹو انکم سپورٹ پروگرام کا نام بجٹ سے ختم کر دیا۔ جناب چیئر مین! یہی ایوان تھا جب ہمیں طعنے دیے جاتے تھے کہ ہم جب حکومت میں آئیں گے تو بی بی کے قاتل گرفتار کریں گے۔ آپ جب حکومت میں آئے تو بی بی کا نام بھی برداشت نہیں کر سکے۔ میڈیا کے اندر ہونے والی تنقید پر مجبور ہو کر آپ نے یہ نام دیا اور پروگرام اس لیے ختم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ آپ کو پتا تھا کہ غریب مستفید ہونے والے لوگ سڑکوں پر آجائیں گے اس لیے مجبوراً آپ نے اس پروگرام کو شروع کیا، ٹھیک ہے یہ خوش آئند بات ہے۔ ہم نے اس دن بھی کہا تھا کہ بینظیر بھٹو کی قاتل وہ سوچ ہے جس نے ملالہ پر حملہ کیا، وہ سوچ جو مسجدوں میں نماز پڑھنے والوں پر حملہ کرتی ہے، مندروں میں عبادت کرنے والے بے گناہ غیر مسلموں کے اوپر حملے کرتی ہے، امام بارگاہوں میں مجالس

کرنے والوں کے اوپر حملہ کرتی ہے ، وہی سوچ بینظیر کی قاتل ہے۔ آپ نے اس سوچ سے compromise کیا، آپ نے اس سوچ سے negotiations کیں، آپ نے اس سوچ کے بل بوتے پر الیکشن میں حصہ لے لیا، وہ سوچ جو بینظیر کی قاتل تھی آپ نے ان سے اتحاد کیا اور آج بھی جب کوئٹہ کے اندر ہنگامے ہوتے ہیں، bombs blast ہوتے ہیں، آپ کھتے ہیں کہ security forces کے درمیان coordination نہیں ہے، آپ ان کا نام لے کر تنقید نہیں کرتے۔ آپ اپنے ہی اداروں کی کمزوریوں پر بات کرتے ہیں۔

جناب مشاہد اللہ صاحب! آپ کتنے کاموں سے انکار کریں گے۔ آپ ساری چیزوں سے انکار کر دیں مگر ایک چیز سے انکار نہیں کر سکیں گے۔ یہ تاریخی چیز ہوگی کہ heavy mandate اللہ مبارک کرے آپ کو، آپ آئین تو بالکل کھ رہے ہیں لیکن heavy mandate کا حال ایسا نہ ہو جیسے ابتدا ہی میں آپ کے اقدامات Supreme Court میں challenge ہو چکے ہیں، سرکاری ملازمین نے احتجاج کر کے آپ کو مجبور کر دیا اور آپ نے ان کی تنخواہیں بڑھائیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اس mandate کا حال 1999 کے coup جیسا نہ ہو کیوں کہ اس وقت بھی آپ کو heavy mandate ملا تھا، آپ نے آئین کہا تھا۔ ہم دعا گو ہیں اور کوشش کریں گے کہ اس mandate کا وہ حال نہ ہو اور پانچ سال کی مدت اسمبلیوں کی پوری ہو۔ آپ نے جو ہمارے اوپر تنقید کی ہے، آپ کے اعمال بھی قوم کے سامنے آنے چاہئیں کیونکہ پندرہ دن کے اندر سپریم کورٹ کیا کہہ رہی ہے؟ ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ حکومت چلتی رہے۔ سپریم کورٹ نے اصغر خان کیس میں declare کر دیا کہ اس ملک و قوم کے ووٹ کے تقدس کی پامالی کے حوالے سے کیا ہوا۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے ، یہ سپریم کورٹ کی judgment کہہ رہی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ action لینے کی بجائے فیڈرل ایجنسی کا نام لے کر اس ٹائم ہمیں کہہ دیا گیا کہ آپ investigation کریں مگر اس فیڈرل ایجنسی کی credibility کو اتنا خراب کیا جا چکا تھا کہ اگر حکومت وقت اس ایجنسی کے ذریعے کوئی کارروائی کرتی تو شور مچایا جاتا کہ ہم politically victimize ہو رہے ہیں۔ ہم نے ان فیکٹریوں کے تالے نہ کھولنے دیے جہاں سے پروپیگنڈا کے certificates issue ہوتے ہیں اور کچھ پارٹیاں اور کچھ افراد شاید سیاسی جام شہادت نوش کرنے کے چکر میں تھے، اس لیے ہم نے یہ فیصلہ تاریخ کے اوپر چھوڑ دیا۔ اس لیے ہم نے آئین کے Articles 62 and 63 کے اوپر چھوڑ

دیا تھا کہ شاید اس پر عمل کرے مگر افسوس کہ اس کے اوپر عمل نہیں ہوا کیوں کہ یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ ہمیں شہادتیں نصیب ہوتی ہیں، احتساب بھی ہمارا ہوتا ہے۔

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

جناب چیئرمین! ہم غلط ہو سکتے ہیں، آپ درست سمت میں چلیں کیونکہ بات صرف بیس دن کی ہے، بیس دن کے اندر آپ نے جو decisions لیے ہیں، آج آپ کہہ رہے تھے کہ ہم نے حقوق بلوچستان کی بات کی، آپ نے کہا کہ نہیں آپ صحیح عمل نہیں کر رہے ہیں، آج اس ادارے کے سامنے جہاں پر پورے پاکستان کو انصاف ملتا ہے اس کے سامنے بلوچ عوام ننتے کھڑے ہیں، اب یہ قوم آپ سے مطالبہ کر رہی ہے، آپ کی طرف دیکھ رہی ہے کہ خدارا بلوچستان کے عوام پر رحم کریں، ہم ہو سکتا ہے غلط تھے، اگر آپ ٹھیک ہیں تو ان بلوچوں کو ان کے اپنے علاقوں میں لے جائیں۔ ہم نے جہاں پر ملک کی بات تھی وہاں پر بین الاقوامی دباؤ کی پرواہ نہیں کی، ایران پائپ لائن کا آج ذکر نہیں ہے اس لیے کہ دوسرا کوئی پڑوسی مسلم ملک ناراض ہو جائے گا۔ ہم نے جناب چیئرمین! اس کی پرواہ نہیں کی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ ایران گیس پائپ لائن کا ذکر بجٹ میں نہیں کیا، آگے چل کر آپ کو اس فیصلے کو قبول کرنے کے لیے صحیح سمت میں آنا پڑے گا، یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ جب سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ ہوتا ہے تو بغیر کسی ایک منٹ کی تاخیر پر NATO supply بند ہو جاتی ہے اور دونوں ایوانوں کے جوائنٹ سیشن میں تمام پارٹیوں کے consensus سے کھلتی ہے۔ NATO supply کو بند کرنا ہماری پارٹی کی جرات تھی اور یہ بات سب کو ماننی پڑے گی۔ یہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی ہوئی بات ہے۔ اسی پارلیمنٹ کے اندر عسکری قیادت کو عوامی نمائندوں کے سامنے سوال و جواب کے لیے بٹھا دیا گیا تھا۔ آج رضا ربانی صاحب نے جس point of order کی بات کی ہے اور جس طرح کا response اس سیٹ سے آیا ہے۔ ان کو یہ پتا ہی نہیں ہے کہ وہ کس قیادت کے متعلق بات کر رہے ہیں، اس لیے آپ جب credibility کی بات کرتے ہیں تو پھر سابقہ حکومت کی NATO supply کو بند کرنے کی بات آپ کو سامنے رکھنی پڑے گی۔ آپ کو ایران گیس پائپ لائن کی بات یاد رکھنی پڑے گی۔ آپ کو گوادریور پورٹ چائنہ کے حوالے کرنے والی بات یاد کرنی پڑے گی۔ آپ کو بینظیر

سپورٹ پروگرام کی بات یاد کرنی پڑے گی جس کو آپ بھی چلانے کے لیے مجبور ہو گئے۔ اگر آپ ان سب چیزوں سے deny کرتے ہیں تو پھر کیا کہہ سکتے ہیں۔ میں آخر میں جس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اس سے بھلے انکار کیا جائے مگر پاکستانی قوم کے سامنے اس بات کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ سابقہ حکومت نے presidency کو powerless کر کے پارلیمنٹ کو خود مختار کر دیا تھا۔ اس آئین کے اندر تیسری بار وزیر اعظم بننے پر پابندی تھی جناب چیئرمین! وہ جناب آصف علی زرداری اور پیپلز پارٹی کی سابقہ حکومت کا کارنامہ تھا اور نہ آج میاں محمد نواز شریف صاحب مسلم لیگ (ن) کے قائد ضرور ہوتے لیکن Prime Minister کی حیثیت سے آج ایوان میں موجود نہ ہوتے۔ یہ ایک کڑوی حقیقت تو ہو سکتی ہے مگر اس کو ماننا پڑے گا، اگر یہ شق ختم نہ ہوتی، آپ تیسری مرتبہ پرائم منسٹر نہیں بن سکتے، آپ اپوزیشن میں تھے، ہم حکومت میں تھے اور یہ شق ہم نے ختم کی۔ جناب آصف علی زرداری صاحب نے ایسا کر کے political maturity کا مظاہرہ کیا۔

جناب چیئرمین! یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس نے اس وقت کے آمر کو مشورے دیے، اس کی kitchen Cabinet میں شامل تھے آج وہی شخص اس حکومت کا وزیر قانون ہے۔ کورٹ میں اس کو بھی challenge کیا گیا ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس شخص نے تیسری بار وزیر اعظم بننے پر پابندی لگائی تھی وہ آج Cabinet میں ہے اور جس نے پابندی ختم کی آج آپ اس کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں۔۔۔۔۔

Mr. Chairman: Conclude now.

سینیٹر مختیار احمد دھامرا: جناب چیئرمین! میں آخر میں اس ایوان میں ان بچیوں اور بچوں کی طرف سے اور ان بزرگ ماؤں اور بہنوں کی طرف سے اس موجودہ حکومت کو ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں کیونکہ ان کا یہ track record رہا ہے کہ یہ جب بھی اقتدار میں آئے ہیں انہوں نے سرکاری ملازمین کو نوکریوں سے نکالا ہے، خدرا آپ ہم سے انتقام ضرور لینا، ہمیں جیلوں میں ضرور ڈالنا مگر پیپلز پارٹی کے دور میں بھرتی ہونے والے ملازمین کو بے روزگار نہ کرنا، آپ نے ماضی میں ایسا کیا تھا اور جو انوں کو بے روزگار کیا تھا۔ یہ بھلے پیپلز پارٹی کی طرف سے آئے ہیں، ان کو بے روزگار نہ کرنا۔ سابقہ حکومت نے لوگوں کو روزگار دیا تھا اور ماضی کی حکومت میں contract base پر آنے والے ملازمین کو

confirm کیا تھا، اس لیے میں آخر میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑ کر التماس کرتا ہوں کہ خدا را ان ملازمین پر رحم کرنا۔ اگر آپ نے ایسا کوئی غلط فیصلہ کیا تو پوری قوم سڑکوں پر ہوگی اور جس طرح آپ نے دوسرے فیصلے واپس لیے ہیں کہیں پھر ایسے فیصلے کو بھی واپس نہ لینا پڑے اور اس طرح آپ کی credibility خراب ہو جائے گی۔ میں آپ کے لیے دعا گو ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی ظفر اللہ خان۔

سینیٹر ظفر اللہ خان: شکریہ جناب چیئرمین! آج بجٹ کے حوالے سے مجھے اپنی معروضات اس معزز ایوان میں پیش کرنے کا موقع دینے پر آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ پارلیمنٹ میں بجٹ پیش ہونے کے بعد پارلیمنٹ میں اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر مختلف انداز بحث و تاثرات پیش ہو رہے ہیں۔ بجٹ پر بحث کرنے سے قبل چند روز پہلے بننے والی حکومت کو اتنے قلیل عرصہ میں بجٹ بنا کر پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ہمیں ورثہ میں خالی خزانہ، دہشت گردی، کرپشن کے بڑے بڑے سکینڈل ملے جس پر سپریم کورٹ کے فیصلے موجود ہیں۔ ان حالات میں بجٹ پر اعتراضات تو ٹھیک ہیں لیکن منفی انداز میں بجٹ پر اعتراض کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ بجٹ کی تیاری میں جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کی قیادت میں وفاقی وزیر خزانہ کی کاوشوں اور محنت سے متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں خاص طور پر غریب عوام کا خیال رکھا گیا ہے۔

جناب والا! آسان شرائط پر قرضے، نوجوان طلبہ کو سولہ سالہ تعلیم کے بعد وظیفہ جات، تعلیم، صحت سمیت تمام شعبوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ لوڈ شیڈنگ کے ورثے میں ملنے والے عذاب سے نجات کے لیے معقول رقم رکھی گئی ہے۔ ہماری قیادت اور پارلیمنٹ میں اور حکومت کا صدق دل سے خدائے بزرگ و برتر کے رو برو اور عوام کے رو برو وعدہ ہے اور دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے ارادوں میں کامیاب کرے تاکہ ملک کو ان بحرانوں سے نکالا جاسکے۔ جناب والا! گروڈشی قرضوں کو ختم کرنے کی پالیسی اختیار کی گئی ہے، کاروباری افراد، زراعت کو ترقی دیں گے۔ اس بات سے انکار نہیں کہ غریب عوام مزید کسی بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! ہمارا علاقہ بھکر ایک پسماندہ علاقہ ہے، جناب وزیر خزانہ نے ملتان ڈویژن، بہاولپور ڈویژن، ڈی جی خان ڈویژن کو انتہائی پسماندہ قرار دیا ہے۔ اگر یہ تینوں ڈویژن انتہائی پسماندہ

ہیں تو سرگودھا ڈویژن کا ضلع بکرا ان سے بھی زیادہ پسماندہ ضلع ہے۔ میری آپ کے وساطت سے گزارش ہے کہ ملتان، بہاولپور اور ڈی جی خان ڈویژن کی طرح بکرا ضلع کو بھی کم ترقی یافتہ علاقوں کے طالب علموں کی فیس سکیم میں شامل کیا جائے۔ بجٹ میں پسماندہ علاقوں کا خیال رکھا گیا مگر میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کا فوری حل کیا جائے۔ آخر میں میری گزارش یہ ہے کہ آئیے مل کر ملک کو سنواریں۔ سیاست بھی ہوتی رہے گی، اپوزیشن بھی ہوتی رہے گی۔

جناب چیئرمین! ضلع بکرا میں دریائے سندھ میں کٹاؤ سے بڑی قیمتی زمینیں، زر خیز زمینیں اور لاکھوں ایکڑ زمین پر کھڑی کھاد کی فصلیں، مونگ کی فصلیں کٹاؤ کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان قیمتی زمینوں کو اور بے شمار آبادیوں کو، اگر اس کا فوری حل نہ نکالا گیا تو وہ قیمتی زمینیں کٹاؤ سے ضائع ہو جائیں گی اور وہاں کی آبادیاں بھی ختم ہو جائیں گی، وہاں کے رہنے والے لوگ بے گھر ہو جائیں گے۔ اگر اس تباہی کے بعد اس کی آباد کاری کے لیے کچھ کیا گیا تو آج کروڑوں میں وہ آبادیاں اور زمینیں بچائی جاسکتی ہیں، کل ان پر اربوں روپے خرچ ہوں گے۔ میں گزارش کروں گا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس مسئلے کا حل نکالا جائے۔ کل ہمیں اطلاع آئی ہے کہ کافی دیہات دریائے سندھ کے کٹاؤ سے تباہ ہو چکے ہیں، دریائے سندھ آگے بڑھ رہا ہے، کٹاؤ جاری ہے میں ان ہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، ڈاکٹر سعیدہ اقبال صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: شکریہ جناب چیئرمین! گو کہ مجھے معیشت اور تجارت کا، بجٹ کا تجربہ نہیں ہے اور میں ایک عام آدمی کی حیثیت سے اس بجٹ کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کرتی ہوں۔ سب سے پہلے تو تدریس سے تعلق کی بنیاد پر مجھے اس بات پر حیرت ہوئی اور افسوس بھی کہ higher education کے لیے تو بہت رقم مختص کی گئی ہے مگر جو چیز ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے، بنیادی تعلیم اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جب تک ریاست بنیادی تعلیم مہیا نہیں کرتی، اعلیٰ تعلیم بے معنی ہو جاتی ہے، اس لیے میری گزارش ہے کہ اس فیصلے پر نظر ثانی کی جائے۔ جب تک ہر بچہ سکول نہیں جاتا ہم اعلیٰ تعلیم کی بات کر ہی نہیں سکتے۔ اعلیٰ تعلیم تو مخصوص لوگوں کے لیے ہوتی ہے جو afford کر سکتے ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ یہاں پر بات ہوئی کہ بنیادی انسانی حقوق کی وزارت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اس وزارت کے تحت women crisis centre اور پاکستان سویٹ ہوم چل رہے تھے۔ میں وضاحت چاہوں گی کہ اس کے مستقبل کے بارے میں بتایا جائے کیونکہ یہ عورتوں اور بچوں کے لیے کام ہو رہا تھا، اس میں اگر رکاوٹ پڑی تو پوری قوم صدیوں پیچھے چلی جائے گی۔ کل مصطفیٰ رحمان صاحب نے اپنی بہت اچھی تقریر میں urbanization کے حوالے سے بات کی، آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ کراچی کی طرح اسلام آباد بھی اب اسی چیز کا شکار ہو رہا ہے اور بہت بے دردی سے اسلام آباد کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ یہاں کی تعلیم، یہاں کی صحت اور یہاں کا ماحول متاثر ہو رہا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ملک میں چھوٹے ٹاؤن بنائے جائیں، اس میں بنیادی سہولیات دی جائیں اور اسلام آباد کی طرف جو migration ہو رہی ہے اس کو روکنے کی کوشش کی جائے۔

جناب والا! جو بات سینیٹر احمد حسن نے مشروع کی مگر وقت کی تنگی کی وجہ سے وہ اپنے علاقے کی طرف چلے گئے، وہ گدون انڈسٹریل اسٹیٹ کے حوالے سے بے جو بے نظیر شہید کی حکومت نے مشروع کی تھی۔ اس علاقے کے غریب ترین، پسماندہ ترین علاقے میں لوگوں کو دروازے پر مزدوری مل رہی تھی اس کو بعد میں آنے والی حکومت نے کالا ناگ کہہ کر بند کر دیا اور آج وہاں کے عوام روزگار کے لیے ملک سے باہر، کراچی اور اسلام آباد جاتے ہیں۔ اس طرح family split ہوتی ہے اور غربت کی سطح سے لوگ نیچے آرہے ہیں۔ میری گزارش ہوگی کہ اس کو بھی establish کیا جائے، پختونخوا کی عوام پر رحم کریں۔ ان کو روزگار کے مواقع جو ان کی شہید لیڈر نے فراہم کیے تھے ان کو اس سے محروم نہ کیا جائے۔

جناب والا! تعلیم کے حوالے سے بات ہوئی تو پچھلے دور میں جب ہم یہاں کے اساتذہ کو مستقل کر رہے تھے، ہم نے انٹرن شپ سکیم مشروع کی تھی، اس انٹرن شپ سکیم کو جاری رکھا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ سکیم مشروع کی لٹی ہے تو بہتر یہ ہوتا کہ اچھے traditions بنائے جاتے اور کہا جاتا کہ ہم پچھلی حکومت کی انٹرن شپ سکیم جاری رکھیں گے۔ اسی طرح وسیلہ روزگار کی سکیم، اسی طرح ٹیکنیکل ٹریننگ کی سکیم جو ہم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت چلا رہے تھے اس کو قائم رکھا جا رہا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے۔ Federating units کی یہاں بہت بات ہوتی ہے اور فاٹا والے بھی فاٹا کا ذکر کر لیتے ہیں مگر ICT بھی ایک non federating unit ہے۔ ICT کے بارے میں یہاں کبھی بات نہیں ہوتی کہ ICT کی عوام کے بھی اسی طرح کے مسائل ہیں جس طرح فاٹا کے ہیں۔ سب سے بڑھ کر ہمارے اداروں میں devolve محکمے جو صوبوں کو چلے گئے، تعلیم، صحت اور سی ڈی اے، ان میں

اسلام آباد کی عوام کے لیے کوئی روزگار کے مواقع نہیں ہیں۔ اسلام آباد کے سکولوں اور ہسپتالوں میں اسی طرح کوٹا سسٹم چل رہا ہے جس سے ہمارے بچے اور بچیاں روزگار سے محروم ہیں۔ میں آپ سے اور حکومت سے تعاون کی درخواست کروں گی کہ اسلام آباد کے شہریوں کو ان کا یہ حق دیا جائے۔ جو مجھے devolve ہو گئے ان میں اسلام آباد کے نوجوانوں کے لیے نوکریاں مختص کی جائیں۔ اگر higher level پر نہیں تو کم از کم پندرہ گریڈ تک کی اسامیاں جس میں سکول سپر اور کلرک شامل ہیں وہ اسلام آباد کی عوام کو دیے جائیں۔ اس وقت اسلام آباد میں سینکڑوں لڑکے اور لڑکیاں بے روزگار پھر رہے ہیں مگر CADD میں جو ملازمتیں، سڈی اے میں جو ملازمتیں ہیں، تمام ملک کے لیے ہیں لیکن اسلام آباد کی عوام کے لیے کسی صوبے میں کنجائش نہیں ہے۔ یہ کب تک چلے گا؟ کب تک ICT کی عوام کے ساتھ یہ نا انصافی ہوگی جبکہ ان کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے، بے ترتیب طریقے سے بڑھ رہی ہے اور تمام چیزیں متاثر ہو رہی ہیں۔ گند کی پھیل رہی ہے، ماحول خراب ہو رہا ہے، تعلیم اور صحت پر فرق پڑ رہا ہے۔ اسلام آباد میں صرف ایک ہسپتال PIMS ہے جس میں اتنا رش ہے، دوسرے ہسپتالوں کو ہفتے والے دن بند کیا جاتا ہے، میری گزارش ہے کہ تمام ہسپتالوں کو ہفتے والے دن کھلا رکھا جائے تاکہ PIMS کی طرف جو پختونخوا اور پنجاب سے لوگ آتے ہیں وہ دوسرے ہسپتالوں میں بھی جاسکیں۔ آپ نے ذاتی طور پر اپنی کاوش سے دیہی علاقے میں health units بنوائے ہیں مگر وہ ابھی تک operational نہیں ہیں، ان کو بھی operational کیا جائے۔ سکولوں میں جو تعداد زیادہ ہو رہی ہے وہ بھی آبادی کی زیادتی کی وجہ سے ہے، غیر تصدیق شدہ آبادی بڑھتی جا رہی ہے اور مستقل دونوں اطراف سے اسلام آباد کے مضافات میں لوگ جمع ہو رہے ہیں اور اس کے بعد ان کا claim ہمارے وسائل پر ہوتا ہے وہ پاکستان کے شہری ہیں مگر اسی حساب سے اسلام آباد کو فنڈز بھی دیے جائیں۔ اسی حساب سے اسلام آباد کو ملازمتیں بھی دی جائیں خاص طور پر ہمارے سکولوں میں، میونسپل کارپوریشنوں میں lower employees صرف اسلام آباد سے لیے جائیں۔

Mr. Chairman: Thank you, the House stands adjourned to meet again on Friday, the 21st June, 2013 at 10:00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 21st June, 2013 at 10:00 a.m.]